رومیہ

شمارہ نمبر 10 - رمضان 1438 ہجری - UR

VICTORIA'S SECRET

HILFIG

مشرقی ایشیا میں جہاد

اے موحّدو، تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ کی قسم ،جب تک
ہم روم میں زیتون کے درختوں تک نہیں پہنچ جاتے، ہم
جہاد سے نہیں رکیں گے

ابوحمزہ المہاجر رحمہ اللہ

فہرست

شمارہ نمبر 10 - رمضان 1438 ہجری - UR

ابتدائیہ
04 پس اللہ کا عذاب اُن پر ایسی جگہ سے آیا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے

مقالہ
06 اور اسی طرح رسولوں کو آزمایا جاتا ہے اور پھر آخری نتیجہ اُن کے حق میں ہوتا ہے

خاص مقالہ
14 اہم دستاویزات

خاص مقالہ
18 آگاہ رہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی
ارضِ خلافت سے اہلِ کشمیر کے نام پیغام

بہنوں کے لیے
30 حمایت اور مدد کرنے والی بنو نہ کہ عزم سے ہٹانے والی

مقالہ
34 اثنا عشری رافضی - حصہ چہارم

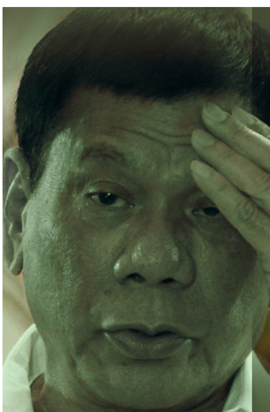
شہداء
42 اور مومنوں میں ایسے مرد بھی ہیں

خبریں
46 خفیہ اور فوجی عملیات

انٹرویو
50 مشرقی ایشیا میں جنود خلافت کے امیر سے انٹرویو

مقالہ
56 مرتد تحریک طالبان

04



30



50



دولتِ اسلامیہ کی ولایات سے جاری ہونے والی بہترین ویڈیوز

FEATURED VIDEOS

FROM THE WILAYAT OF THE ISLAMIC STATE



WE WILL SURELY GUIDE THEM TO OUR WAYS

ہم لازما انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دیں گے



ولایہ نینوی



ANSWER THE CALL

پکار پر لبیک کہو



ولایہ الخیر

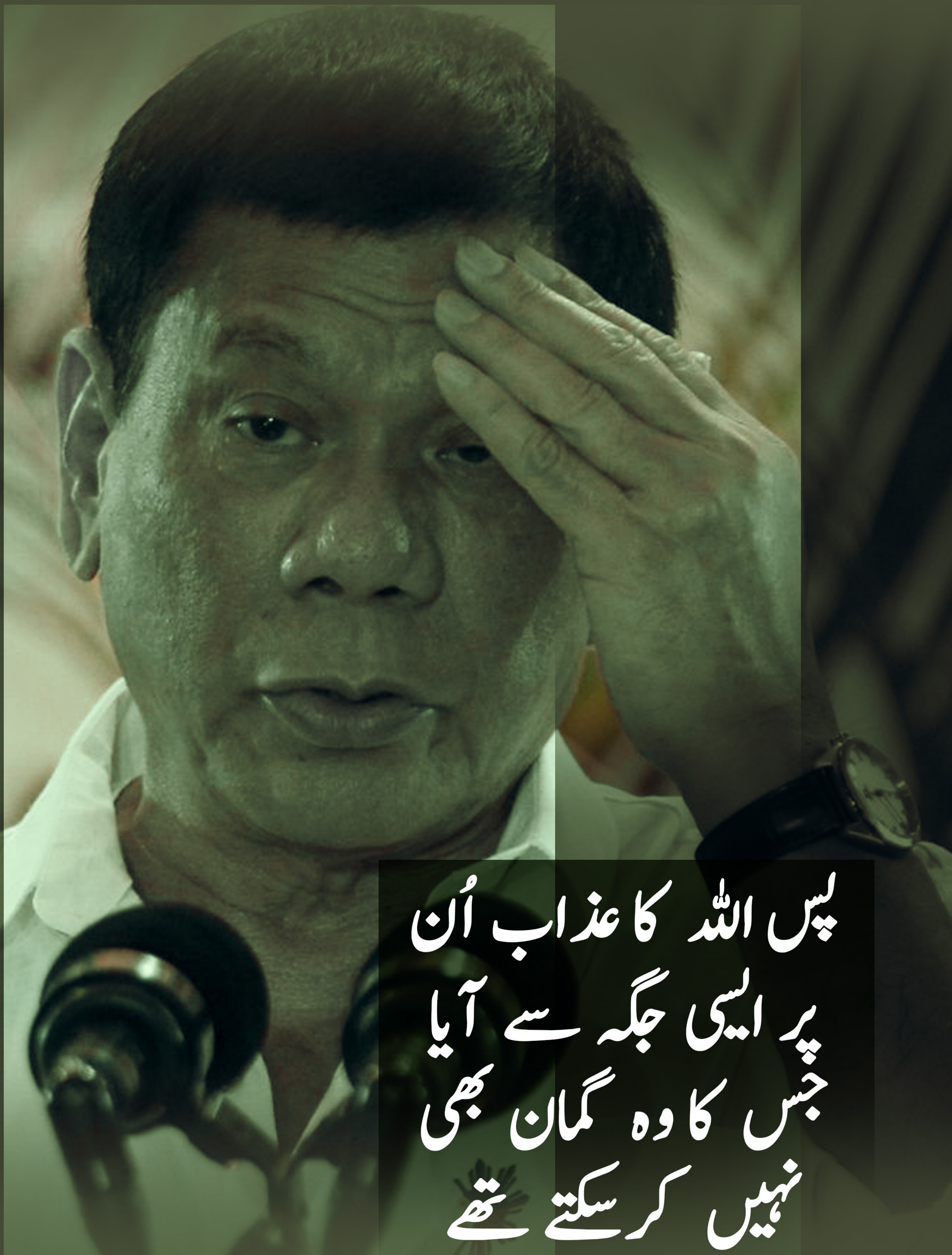


STRATEGY OF WAR

جنگی تکنیک



ولایہ صلاح الدین


پس اللہ کا عذاب اُن
پر ایسی جگہ سے آیا
جس کا وہ گمان بھی
نہیں کرسکتے تھے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:{هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ} [الحشر:2](وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا لشکر جمع کرنے کے وقت نکال دیا حالانکہ تمہیں ان کے نکلنے کا گمان بھی نہ تھا اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے پھر اللہ کا عذاب ان پر وہاں سے آیا کہ جہاں کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے آپ اجاڑنے لگے پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو)۔

رمضان سے صرف ایک ہفتے قبل، دنیا کی تمام تر توجہ برطانیہ کے شہر مانچسٹر پر اُس وقت مرکوز ہوگئی، جب دولت اسلامیہ کے ایک مجاہد نے دہشت گردی کی ایک عادلانہ کاروائی کرتے ہوئے مانچسٹر ایرینا میں ایک امریکی گلوکارہ کی موسیقی کی محفل کو نشانہ بنایا۔اِس دھماکے نے مانچسٹر کو ہلا کر رکھ دیا اور اِسکے رہائشیوں کو وحشت اور رعب میں مبتلا کر دیا اور وہ اضطراب میں مبتلا ہو کر اپنے پیاروں کی خیریت دریافت کرنے کے لیے رابطے کرنے لگے۔ پھر اِس کاروائی کے نتائج سامنے آنے لگے:20 سے زیادہ ہلاک اور دسیوں زخمی؛ یہاں تک کہ ہلاک شدگان اور زخمیوں کی تعداد 100 تک بڑھ گئی۔

دھماکے کے بعد لوگوں کے خوفزدہ اقرباء اور دوستوں نے سوشل میڈیا پر انجان لوگوں کی مدد مانگنی شروع کر دی کہ وہ اُنکے پیاروں کی خیریت سے اُنکو آگاہ کریں۔شراب خانے ایمرجنسی پولیس کو مفت شراب دینے لگے تا کہ وہ دھماکے کے بعد کے ہولناک مناظر کو بھول سکیں؛اپنے آپکو برطانوی "مسلمان" نے والے باہر آ کر اِس حملے کی مذمت کرنے لگے تا کہ لوگوں میں اِسکے ردّعمل سے بچ سکیں؛سڑکوں پر پولیس اور فوج کی ایک بڑی تعداد حفاظتی انتظامات کے لیے آ گئی؛برطانیہ میں خطرے کی وارننگ "انتہائی" سطح تک بلند کر دی گئی؛سیاستدان آگے آنے والے انتخابات کو ملتوی کرنے کا مطالبہ کرنے لگے؛امریکی گلوکارہ نے مخبوط الحواس ہو کر یورپ کا دورہ منسوخ کر دیا اور اپنے ملک لوٹ گئی؛چیلسیا ایف سی فٹ بال ٹیم نے لندن میں اپنی فتح کی خوشی میں ہونے والی پریڈ منسوخ کر دی۔اِسلام دشمنوں نے پوری کوشش کی کہ وہ شجاعت و بہادری سے دکھائیں کہ اُنہیں کچھ فرق نہیں پڑا، لیکن اِس حملے کے اثرات اور اِس سے ہونے والی تکلیف بالکل واضح تھی۔

ظاہری طور پر اِس حملے نے اُن تجزیوں کی تصدیق کر دی جو بہت سے تجزیہ نگار کرتے آئے ہیں کہ:عراق اور شام میں بعض علاقے کھو دینے کے نتیجے میں دولتِ اسلامیہ، صلیبیوں کی سرزمین پر حملے کرنے پر زیادہ توجہ مرکوز کرے گی، لیکن جو امر یہ تجزیہ نگار نہیں سمجھ سکے وہ یہ ہے کہ بعض علاقوں پر قبضہ کھو دینا، دولتِ اسلامیہ کے لیے کوئی نئی بات نہیں۔بلاشبہ عراق میں صحوات کے منصوبے کی شروعات کے بعد، دولتِ اسلامیہ کو اپنی سلطنت کے اکثر حصوں کے ہاتھ سے جانے کے بعد شکست اٹھانا پڑی، بلکہ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ دولتِ اسلامیہ نے اپنی جماعت کو دوبارہ منظّم کرلیا،اپنی کوششوں کو کئی گنا بڑھا دیا اور جنگ کے شعلوں کو ایک بار پھر بھڑکا دیا جس کے نتیجے میں دولتِ اسلامیہ نے اُن تمام علاقوں پر دوبارہ قبضہ کرلیا جو اُسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے، بلکہ دولتِ اسلامیہ کی سلطنت شام، سیناء، خراسان اور دنیا کے دوسرے علاقوں تک جا پہنچی جہاں مجاہدین کے قبضے اور اللہ کی شریعت کے نفاذ کی کسی کو توقع بھی نہ تھی۔

پس یہ قطعاً حیران کرنے والا معاملہ نہ تھا جب- مانچسٹر سے ہزاروں میل دور-مشرقی ایشیا میں جنوبی فلپائن کے جزیرے منڈاناؤ کے شہر ماراوی میں خلافت کے مجاہدین گھس گئے اور پولیس اور فوج کو وہاں سے مار بھگایا اور دولتِ اسلامیہ کا جھنڈا وہاں بلند کر کے موصل کی مرتد رافضیوں اور انکے صلیبی حلیفوں سے آزادی کا منظر تازہ کر دیا۔یہ حملہ فلپائنی صدر روڈریگو ڈیوترتی کے اس بیان کے محض چند ہفتوں بعد ہوا جس میں اُس نے اعتراف کیا تھا کہ جنوبی فلپائن کے حالات اُس کے لیے دردِ سر بن چکے ہیں اور اُسکی راتوں کی نیند اِس وجہ سے اُچاٹ ہو چکی ہے۔

اِس طاغوت نے حکومت اِس زعم میں سنبھالی تھی کہ وہ جنوبی فلپائن میں" مسلّح اسلام پسندوں" سے مذاکرات کرنے کی طاقت رکھتا ہے، خاص طور پر جزیرہ منڈاناؤ میں، تا کہ اُن کو جہاد سے روک سکے اور پھر فلپائن میں امریکی فوجوں کو باہر نکال سکے۔لیکن جب دولتِ اسلامیہ کے مجاہدوں نے اُس پر کئی بار یہ واضح کر دیا کہ وہ صرف گولیوں اور دھماکوں کی زبان میں مذاکرات کرتے ہیں تو وہ جنوبی فلپائن کے مسلم علاقوں کے گورنروں سے مجاہدین کے خلاف مدد مانگنے پر مجبور ہو گیا جبکہ ساتھ ہی ساتھ اُس نے اِن علاقوں کے گورنروں کو یہ دھمکی بھی دینی شروع کر دی کہ اگر اِس مسئلے کا حل اُن کی جانب سے نہ نکالا گیا تو وہ اُن کے علاقوں میں مارشل لاء نافذ کر دے گا۔ پھر جب جنودِ خلافت نے ماراوی شہر پر حملہ کیا تو اُس نے یہ دھمکی پوری کرتے ہوئے مارشل لاء لگا دیا اور ماراوی شہر پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے اپنی فوج بھیجی تو مجاہدین نے دسیوں صلیبی فوجیوں کو ہلاک کر کے کفر کے خلاف اپنی جنگ کے ایک اور محاذ کو گرما دیا۔

بلاشبہ آج صلیبیوں کو جس حقیقت کا سامنا ہے، وہ یہ ہے کہ اُنکے دعوؤں کے برعکس کہ دولتِ اسلامیہ کمزور ہو چکی ہے، مجاہدین آج بھی اِس بات پر قادر ہیں کہ دنیا کے کسی بھی کونے سے صلیبیوں اور اُنکے ایجنٹوں کو مار بھگائیں، اُن پر وہاں سے حملہ کریں جہاں سے اُنہیں گمان بھی نہ ہو اور پھر اُنکے علاقوں پر غلبہ حاصل کرلیں، جیسا کہ اِس سے پہلے مجاہدین موصل میں کر چکے ہیں اور باذن اللہ، صلیبیوں کی سرزمین کے عین وسط میں مجاہدین اُن پر اچانک اور حیران کن ضربیں لگاتے رہیں گے جیسے اُنہوں نے مانچسٹر پر اچانک اور لرزا دینے والا حملہ کیا۔جس طرح اللہ نے عراق میں صلیبی کافروں کے پہلے اکٹھ کو شکست خوردہ کر کے نکالا تھا، اِسی طرح وہ فلپائن کے مسلم علاقوں سے اِن کافروں کو نکال دے گا اور اُنکے گھروں اور اُنکی سرزمین کے عین وسط میں اُنکے دلوں میں رعب اور دبدبہ ڈال دے گا۔

{وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ}
(اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

اور اِسی طرح رسولوں کو آزمایا جاتا ہے

اور پھر آخری نتیجہ اُن کے حق میں ہوتا ہے

حصہ سوم

شیخ ابو مصعب الزرقاوی تقبلہ اللہ

اِن حقائق کو سمجھ لینے کے بعد؛ ہم فلوجہ کے معرکے میں نظر آنے والی شدّت، اِس میں مجاہدین کی ثابت قدمی اور تمام تر قوت کو کھپا دینے کی وجہ اور مقصد سمجھ سکتے ہیں، اور وہ یہ کہ، فلوجہ کا معرکہ وہ واحد معرکہ ہے جو آج اسلام کے دفاع کے لیے خطِ اوّل پر لڑا جا رہا ہے؛ اور اِس معرکے میں ثابت قدمی اور رباط، دراصل خطِ اوّل کے اِس مورچے کی حفاظت کے لیے ہے جہاں سے ہم کفر و زیادتی کے خلاف جنگ برپا کیے ہوئے ہیں۔

آج اگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ دشمن شہر کے اندر تک داخل ہو چکا ہے اور گلیوں محلوں میں دندناتا پھر رہا ہے اور اُس نے شہر کے گرد اپنی چھاؤنیاں بنالی ہیں، تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دشمن نے اپنے اہداف حاصل کر لیے ہیں، کیونکہ ہمارا معرکہ دراصل شہروں میں آبادیوں کے اندر ہے اور اِس میں دفاع اور حملے کے حربے صورتحال کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ اور اِس طرح کی شدید جنگ کے نتائج چند دنوں یا ہفتوں میں برآمد نہیں ہوتے بلکہ ایسے معرکوں میں کسی بھی فریق کے لیے فتح کا اعلان کرنا ایک طویل وقت کا متقاضی ہے۔

اِس معرکے کا نتیجہ جب بھی برآمد ہو، ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اِسلام کے اِن سپوتوں کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں کہ جو فلوجہ کے مبارک محاذ پر مضبوط چٹان کی مانند ثابت قدم ہیں اور اُمت کو صبر و ہمت اور عزم و یقین کے نئے سبق دے رہے ہیں۔

ہم اِس عظیم معرکے سے حاصل ہونے والے اسباق اور نتائج میں سے بعض پر طائرانہ نظر دوڑاتے ہیں:

اول: اِس معرکے نے عزت و شہامت، اور غیرت و حمیت کے معانی کو از سرِ نو زندہ کر دیا ہے اور امت کو یہ یقین دلایا ہے کہ اب بھی اِس کے رجال، بڑے سے بڑے خطرے کا جرأت و جواں مردی اور عزم و ثابت قدمی کے ساتھ سامنا کرنے پر قادر ہیں، جنہوں نے امت کی نشأۃ ثانیہ کیلئے وضع کیے گئے منصوبوں اور لائحۂ عمل کو حقیقت بنانے کے لیے صدق و سچائی کے ساتھ اپنے سپوتوں اور قائدین کے خون کی بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں۔

دوم: امّت، جو کہ ذلت و بے بسی کے کیچڑ میں لتھڑی پڑی تھی، اُس نے یہ جان لیا اور اُسے یہ اعتماد حاصل ہو گیا کہ وہ شہسواروں کے ایک

چھوٹے سے گروہ اور تھوڑے سے اسلحے کے ساتھ بھی زمین پر قابض حکّام اور طواغیت کا سامنا کرسکتی ہے، اُنکے خلاف معرکہ برپا کرسکتی ہے، دشمن کو عظیم نقصانات سے دوچار کرسکتی ہے اور اُسے شکست کا مزہ چکھا سکتی ہے۔

سوم: فلوجہ نے اپنے اندر معرکے کا میدان سجادیا ہے اور عراق اور بیرون عراق کے جوانوں کی ہمتوں کو بھڑکا دیا ہے۔ اِس سرزمین پر اسلام کے کتنے ہی شہسواروں نے اپنا خون پیش کیا جو فریضۂ جہاد کی ادائیگی کی قیمت چکانے کیلئے اور عالمی صلیبی حملے کی روک تھام کیلئے اٹھے ہیں۔ پس سرزمین عراق میں کئی مقامات پر خونریز جنگوں کے شعلے بھڑک اٹھے اور کتیبے اور مجموعے تشکیل پا گئے، مجاہدین دشمن کے قافلوں کو اُچکنے لگے، اُسکے گشت کرنے والے دستوں کو اپنا شکار بنانے لگے اور اُسکے ٹھکانوں پر حملہ آور ہونے لگے۔ اور بفضل اللہ تعالیٰ ہم نے دشمن کو پورے عراق میں شدید نقصانات کا سامنا کرتے دیکھا ہے۔ پس اِس فتح پر فخر کرنے کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوئے، جدید جنگی ساز وسامان اور ٹیکنالوجی کے رعب کا بت پاش پاش ہوگیا، مجاہدین کی ہمتیں عجز اور خوف کے باطل اوہام سے آزاد ہوگئیں اور وہ اب جہاد اور عمل کے میدانوں کی جانب گامزن ہیں۔

چہارم: فلوجہ کے معرکے نے مجاہدین کو عسکری اور سٹریٹیجک لحاظ سے بہت اہم فتح دلائی ہے۔ امریکی فوج اور اِسکے جنگی نظام میں ہونے والی ترقی سے سب واقف ہیں اور اِس ہتھکنڈے سے بھی واقف ہیں کہ کس طرح وہ دوبدو لڑائی کی بجائے دور سے ہی اہداف کو نشانہ بنانے پر انحصار کرتی ہے اور امریکی فوج کی سلامتی کو ملحوظِ خاطر رکھتی ہے اور اُسے ایسے خطرناک معرکوں میں جھونکنے سے اجتناب کرتی ہے جن میں اُسکے فوجی کی جان جانے کا خطرہ موجود ہو۔ لیکن فلوجہ کی سرزمین پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امریکا کو گلی محلوں کے اندر، غیر منظم جنگ کی جانب کھینچ لایا گیا، جس میں اب اُسکا ساز وسامان، طاقتیں اور کوششیں بڑی تیزی کے ساتھ کھپ رہی ہیں اور اب امریکی فوجی موت وہلاکت کا وہاں سے سامنا کرتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ امریکی گلی محلوں میں اترنے اور گھروں اور عمارتوں میں داخل ہونے پر مجبور ہوگئے ہیں، اور یوں وہ مجاہدین کی گولیوں اور اُنکے لیے لگائی جانے والی گھات کی زد میں آگئے ہیں، انہیں مجاہدین کی تکنیکوں اور اُنکے پلٹنے جھپٹنے کی صلاحیتوں نے انگشت بدنداں کر دیا ہے اور وہ ایسے معرکوں کی آگ میں جھلسنے پر مجبور ہوگئے ہیں جو انہوں نے اِس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے اور جن میں انہیں جان اور مال کے شدید نقصانات اٹھانے پڑ رہے ہیں۔



فلوجہ میں کئی سو امریکی فوجی ہلاک ہوئے

پنجم: اِس معرکے میں امریکی فوجی انتظامیہ کو سب سے بڑی شکست ہوئی ہے۔ اُن پر یہ واضح ہوگیا ہے کہ کسی بھی قسم کی رکاوٹ مجاہدین کو نہیں روک سکتی، چاہے مجاہدین کو ایسی جنگ ہی کیوں نہ لڑنی پڑے جس میں وہ سب کے سب صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں۔ جہادی فکر امریکا اور بین الاقوامی جنگی منصوبوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور دشواری بن چکی ہے۔ فلوجہ میں جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا گیا، اُس نے دشمن کے قائدین کے حوصلے پست کر دیے ہیں، انہیں نفسیاتی دباؤ، پریشانی اور بوکھلاہٹ کا شکار کر دیا ہے اور اُنکے حوصلوں کو توڑ کر رکھ دیا ہے، اور آنے والا وقت باذن اللہ تعالیٰ اُن کیلئے اور زیادہ دہشت ناک اور تلخ ہے۔

ششم: فلوجہ نے اپنی ثابت قدمی، صبر پیہم اور دلجمعی سے ارتداد، نفاق اور غداری کو بے نقاب کر دیا ہے، علاوی کی مرتد حکومت نے دجل

وفریب کی جو چادر اوڑھ رکھی تھی اُسے اتار پھینکا ہے اور جھوٹ کا وہ پردہ چاک کر دیا ہے جو اُس نے اپنے سامنے لٹکا رکھا تھا، کہ وہ عراقیوں کی خیر خواہ ہے، اُنکا خون بہانے سے بچنا چاہتی ہے اور اُنہیں جنگوں اور مصیبتوں سے بچانا چاہتی ہے۔ پھر سب نے دیکھا کہ اِس حکومت نے فلوجہ پر جنگ برپا کرنے کے فیصلے میں جلدی کی، اِسکے سپوتوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے، ہزاروں کو قتل اور لاکھوں کو بے گھر کر دیا اور دہشت گردی کے خلاف جنگ اور وطن کے مفاد کے نام پر تباہی، توڑ پھوڑ، عصمت دری اور لوٹ مار کی کاروائیوں کی سر پرستی کی۔

ہفتم: اِس معرکے نے رافضیوں کے بدنما چہرے کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اُنہوں نے اِس معرکے میں اپنے بغض اور نفرت کی خوب بھڑاس نکالی اور کفر وزندقہ کے امام، سیستانی کی قیادت میں اِس حملے میں براہ راست حصہ لیا۔ قتل وغارت، لوٹ مار کی کاروائیوں اور نہتے بچوں، عورتوں، بوڑھوں کے قتل میں یہی سب سے آگے تھے؛ بلکہ اِنکے ناپاک وجودوں نے اِن جرائم سے بھی بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے اللہ کے گھر، مسجدوں پر حملے کر کے اُنکی بے حرمتی شروع کر دی۔ اِنہوں نے مسجدوں کی دیواروں پر اپنے شیطان، سیستانی کی تصویریں لٹکانی شروع کر دیں اور اپنے ناپاک عزائم کا اظہار کرتے ہوئے اُن پر یہ لکھنا شروع کر دیا: "آج تمہاری زمین (لوٹی ہے)، کل کو تمہاری عزت وآبرو (لوٹیں گے)"۔ واضح رہے کہ نیشنل گارڈز (وطن کے بت کے رکھوالوں) میں سے نوّے فیصد کینہ پرور رافضی ہیں اور دس فیصد کردی پیشمر گہ کی فورسز میں سے ہیں۔

اور کسی عالم نے رافضیوں کے بارے میں بالکل درست کہا ہے کہ: "بلا شبہ یہ رافضی، نصرانیت کا وہ بیج ہیں جسے یہودیوں نے مجوسیوں کی سرزمین میں بویا ہے"۔

ہشتم: اِس معرکے میں جہاد کے کئی دشمنوں کی پس پردہ شرکت کا انکشاف ہوا ہے اور باہم متعارض جہات نے مجاہدین کے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کیا ہے۔ 800 اسرائیلی فوجیوں نے اِس معرکے میں شرکت کی اور اُن کے ہمراہ 18 یہودی ربّی بھی تھے جن میں سے اکثر ہلاک ہو چکے ہیں جیسا کہ اُنکے اپنے اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں بتایا گیا ہے۔ اِسی طرح اُردن کے فوجی افسروں نے منصوبہ بندی اور شہر پر حملے میں حصہ لیا۔ یہ تمام حقائق اِس جانب اشارہ کرتے ہیں کہ فلوجہ ہی وہ جہادی میدان ہے جس نے دین دشمن کفار اور مرتدین کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔

نہم: اِس معرکے کے نتیجے میں اہلِ جہاد کا لہو پھر سے گرم ہو گیا ہے اور اُنکا

اُنکا جدید ترین جنگی ساز وسامان کوڑے کا ڈھیر بن گیا



عزم اور اِس بات پر حرص مزید بڑھ چکی ہے کہ جہادی عمل کو بہتر سے بہتر کی جانب لیجایا جائے تا کہ یہ اپنے اہداف کو حاصل کر سکے اور اِس بارے میں بنائے گئے منصوبے، پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں۔ اِس معرکے نے ایسے قائدین اور پیش آنے والے واقعات واحداث سے سیکھی گئی صلاحیتوں اور تجربات کو جنم دیا جن میں تجربے، مسلسل کوشش اور فتوحات سے اضافہ ہوتا رہتا ہے؛ ایسے قائدین جو پورے عزم اور قوت سے اِس راستے پر چلتے ہیں، جنہیں معرکوں نے کندن بنا دیا ہے اور اُنہیں ایک مضبوط قالب میں ڈھال دیا ہے۔

"فی ظلال القرآن" کے مولف کا قول ہے: جہاد فی سبیل اللہ میں آنے والی مشکلات اور ہر حملے میں موت کا سامنا کرنے کے نتیجے میں نفس اِس خطرے سے بڑی حد تک بے پرواہ ہو جاتا ہے جبکہ موت کا خطرہ وہ ہے



فلوجہ میں صلیبیوں کو سخت سبق سکھایا گیا

جس سے لوگ انتہائی خوف کھاتے ہیں، جس سے بھاگنے کیلیئے وہ بہت سی توانائیاں خرچ کرتے ہیں اور موت سے بچنے کے لیے اپنے اخلاق، معیار اور اقدار کو داؤ پر لگا دیتے ہیں، لیکن موت اُس شخص کیلیئے بہت ہلکی ہوتی ہے جس کو اُسکا سامنا کرنے کی عادت ہو، چاہے وہ اِس سے بچ جائے یا وہ اُسے آ لے۔ اور خطرے کے لمحات میں رب تعالیٰ کی جانب رجوع کرنا ایسا مثبت اثر ڈالتا ہے کہ گویا جسم میں بجلی سی دوڑ گئی ہو اور دل اور روح، صدق وصفا اور اصلاح کے ایک نئے سانچے میں ڈھل گئے ہوں، پھر یہی امر اصلاً معاشرے کی اصلاح کے ظاہری اسباب میں سے ہے۔۔۔ جو کہ اُسی وقت ممکن ہے جب اِسکی قیادت مجاہدین کریں، کیونکہ وہ دنیا کی تمام رنگینیوں اور رعنائیوں سے بے رغبت ہو چکے ہوتے ہیں، زندگی لٹا دینا اُن کیلیئے عام بات ہوتی ہے، اسی لیے وہ اللہ کی رضا کے لیے شدید ترین معرکوں میں کود پڑتے ہیں جہاں بظاہر واضح موت دکھتی ہو اور اُنکے دلوں میں کوئی ایسی خواہش باقی نہیں رہتی جو انکو اللہ اور اُسکی رضا تک پہنچنے سے روکے رکھے۔

اگر قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو تو پوری زمین کی اور لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی، کیونکہ اِن لوگوں پر یہ انتہائی گراں ہو گا کہ وہ قیادت کا علم، کفر، فساد اور گمراہی کے علمبرداروں کو تھما دیں خاص طور پر جبکہ انہوں نے جان اور ہر قیمتی متاع کو اِس مقصد کے آگے بے وقعت جان کر داؤ پر لگاتے ہوئے حاصل کیا ہو، اور وہ بھی اپنی خاطر نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے۔

پھر اِس سب کے بعد، جن کے لیے اللہ نے خیر کا فیصلہ کیا ہو، اُنکے لیے یہ آسان ہو جاتا ہے کہ وہ اُسکی رضا اور بے انتہا انعامات کو حاصل کر لیں، اور جن کے لیے اللہ نے کسی برائی کا فیصلہ کیا ہو، تو اُللہ کے ہر چھپی اور کھلی چیز کے بارے میں علم کے مطابق، اُنکے لیے بھی یہ آسان ہو جاتا ہے کہ وہ اُسکی ناراضگی کو پا لیں) فی ظلال القرآن کے مؤلف کا کلام ختم ہوا۔

دہم: اس گروہ کے چنیدہ اور خاص الخاص ہونے کی گواہی: مجاہدین کے اِس گروہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اِسکا راستہ، اِس گروہ کے شہسواروں کے خون سے ہموار ہوا ہے اور اِسکے قائدین اور ذمہ دار صف اول میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ بات اگر کسی چیز پر دلیل ہے تو وہ یہ، کہ اِس جہاد کے ابطال اپنے جہاد میں سچے ہیں اور اُنہوں نے اپنے عزم وہمت کو توحید اور عقیدے کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے وقف کر دیا ہے اور اِس میں ایک اور بشارت بھی ہے کہ اللہ نے اُن میں سے بہترین لوگوں کو اپنی ملاقات کیلیئے اور اُن سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کرنے کیلیئے چن لیا ہے۔ ربّ تعالیٰ نے اُن کیلیئے شہادت اور اُسکی رضا کے حصول کو لکھ دیا ہے جیسا کہ اُنکی خواہش اور طلب تھی، پس اُس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اُنہیں اُنکی مانگی ہوئی چیز عطا فرما دی۔

یہی مجاہدین کے سلفِ صالحین کا حال تھا، کہ وہ موت کی اِس طرح حرص کرتے تھے جس طرح اُن کے بعد آنے والے (اکثر لوگ) زندگی کی حرص کرتے ہیں۔ شہادت اُنکی سب سے بڑی تمنّا اور خواہش ہوتی تھی اور وہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی جستجو لیے میدانِ جہاد کی جانب لپکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام جنگوں میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کل صحابہ کرام سے نسبت 80 فیصد ہے۔

یمامہ کے معرکے میں شہداء کی نصف تعداد مہاجر وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی۔۔۔ اور یہ ذکر کر دینا ہی کافی ہے کہ اِس معرکے میں شہید ہونے والے قراء، حفّاظ اور علماء کی تعداد ایک روایت میں 300 اور دوسری روایت میں 500 بیان کی گئی ہے جو کہ کل تعداد کا پہلی روایت کے مطابق 25 فیصد جبکہ دوسری روایت کے مطابق 45 فیصد بنتی ہے،



فلوجہ کے معرکے نے رافضیوں کے چہرے سے نقاب اتار دی تھی

اور بلا شبہ یہ ایک بہت بڑی نسبت ہے۔
جو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق حقائق کا مطالعہ کرتا ہے، اُس پر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ہر پانچ میں سے صرف ایک صحابی نے اپنے بستر پر وفات پائی اور باقی چار جہاد کے میدانوں میں شہید ہوئے۔ اسی لیے پہلی صدی ہجری میں حاصل ہونے والی فتوحات کی تیزی اور دوام میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔
یہاں مناسب ہوگا کہ ہم فلوجہ میں امریکیوں اور اُنکے مددگاروں سے برسرِ پیکار ہونے والے اِن شیر جواں مجاہد بھائیوں کے عزم وثبات کو بھی سراہیں اور ربّ تعالیٰ کی جانب سے اُنہیں ثابت قدم اور مستحکم رکھنے کیلئے جو غیبی امداد اور کرامات عطا ہوئیں اُنکا بھی تذکرہ کریں۔
اِن میں سے یہ واقعہ بھی ہے، کہ معرکے کے تیسرے دن جب فلوجہ کے محلّوں پر رات میں شدید بمباری کے نتیجے میں مجاہدین بیدار ہوئے تو دیکھا کہ امریکی گاڑیاں اور ٹینک سڑکوں اور راہوں میں دندنا رہے ہیں۔ پس ابو عزام، عمر حدید، ابو ناصر اللیبی، ابو الحارث جاسم العیساوی وغیرہ کی قیادت میں اہلِ اسلام کے سردار اُن پر حملہ آور ہوئے اور اُنہوں نے حملہ آوروں کو فلوجہ کے گرد ونواح کی طرف نکال باہر کیا جبکہ اِس معرکے میں اُنکا اسلحہ صرف پیکا اور کلاشنکوف تھی۔
اِس معرکے میں کثیر تعداد میں امریکی مردار ہوئے اور اُن میں سے کتنے ہی معرکے سے فرار ہوکر مسلمانوں کے گھروں میں جا چھپے۔ پہلے پہل تو مجاہدین، مسلمانوں کو اذیت پہنچنے کے خوف سے اِن گھروں پر حملہ کرنے سے کترا رہے تھے، لیکن جب امریکی فوجیوں کی موجودگی کی تصدیق ہوگئی تو وہ اِن گھروں میں داخل ہوگئے اور اُنہیں کونوں کھدروں میں چھپے ہوئے پایا۔ پس مجاہدین اُنہیں اِس طرح قتل کرنے لگے جس طرح مکھیوں اور مچھروں/پتنگوں کو مارا جاتا ہے، اور تمام فضل واحسان اللہ ہی کی جانب سے ہیں۔
معرکے سے چند دن بعد قائدین میں سے کسی نے عمر حدید اور ابو الحارث جاسم العیساوی کو یہ تجویز دی کہ وہ اپنی داڑھیاں مونڈ لیں اور اُسکے بتائے ہوئے خطرے سے خالی راستے کو اپنا کر فلوجہ سے نکل جائیں اور باہر سے ازسرِنو کاروائیوں کا آغاز کریں، لیکن اِن دونوں شیروں نے اِس تجویز کو مسترد کردیا اور کہا: "اللہ کی قسم! ہم اِس شہر سے اُس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک کہ اِس میں ایک بھی مہاجر ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹا ہوا ہے"۔ پس وہ دونوں قتال کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے، اللہ اُن پر رحم فرمائے اور اُنہیں شہداء کے زمرے میں قبول فرمائے۔
اِن میں سے یہ واقعہ بھی ہے، کہ بعض بھائیوں کو کئی دنوں تک شدید فاقہ کرنا پڑا، پھر ربّ تعالیٰ سے امید اور حسنِ یقین پر برقرار رہنے کے بعد اُنہیں ایک بڑا تربوز ملا۔ جب انہوں نے اُسے کاٹا تو دیکھا کہ وہ لال سرخ اور بہترین ذائقے والا تھا۔ پس وہ اِس تربوز سے کئی دنوں تک کھا کر شکم سیر ہوتے رہے اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہے اور اِس امر پر حیران ہوتے رہے، یہاں تک کہ اُنہیں اِس بات کا یقین ہوگیا کہ انہوں نے اس طرح کا لذیذ ذائقہ دنیا میں کبھی چکھا ہی نہیں۔ اور سب جانتے ہیں کہ نہ تو وہ تربوز کا موسم تھا اور نہ ہی اُس جگہ تربوز میسر ہوتا تھا۔
اِن میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے، کہ مجاہدین کو کھانے پینے میں بہت تنگی کا سامنا ہوا حتی کہ اُن کے پاس پینے کا پانی بھی نہ رہا اور پیاس کی شدت سے اُنکے ہونٹ اور منہ کی جلد پھٹنے لگی۔ پھر جب وہ پانی کی تلاش میں نکلے کہ انہیں پانی کے چند قطرے ہی مل جائیں جن سے وہ اپنے حلق تر کرلیں، تو ایک گھر میں اُنہیں ترتیب سے لگے پانی کے تین بڑے برتن ملے۔ اُنہیں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کیونکہ فلوجہ بلکہ پورے عراق میں کبھی پانی ایسے عجیب اور خوشنما برتنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ جب

انہوں نے یہ پانی پیا تو جان لیا کہ یہ اِس دنیا کا پانی نہیں۔ پس اُنہوں نے خوب سیر ہو کر یہ پانی پیا اور بعد ازاں اُنہوں نے قسم اٹھا کر بتایا کہ اُنہوں نے ایسا پانی زندگی بھر میں کبھی نہیں پیا۔

اور اِن میں سے یہ واقعہ بھی ہے، کہ جزیرۂ محمد ﷺ کے ایک بھائی کو دماغ میں سنائپر کی گولی لگی جو اُسکے ماتھے میں داخل ہو کر گردن کے پچھلے حصے سے باہر نکلی جس سے اِس بھائی کے دماغ کے چیتھڑے اسکے دائیں کندھے پر بکھر گئے۔ اُسکے بھائی اُسکی طرف بھاگے اور دماغ کے اِن ٹکڑوں کو اُنکی جگہ پر رکھ کر زخم کو سی دیا اور اُسے اسی طرح چھوڑ دیا۔ وہ بھائی چند ہی دنوں میں شفایاب ہو گیا، اور وہ اب بھی زندہ ہے اور اُسے کوئی ضرر نہیں پہنچا، سوائے اِس کے کہ اُسکی زبان میں کچھ لکنت آ گئی ہے۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اِس بھائی سے اور اُسکے ساتھیوں سے اِس عمل کو قبول فرمائے۔

رہی مسک کی خوشبو کی بات، اور آپ کیا جانیں کہ مسک کی خوشبو کیا ہے؟! یہ تو جمہور مجاہدین میں تواتر سے نقل ہونے والی حقیقت بن چکی ہے اور ہمارے شہداء اور زخمیوں سے کئی مرتبہ بہترین خوشبو آتی پائی گئی ہے، اللہ اُن سب کو قبول فرمائے۔

پھر بھائی ابو طلحہ الیبحانی کا واقعہ بھی اُن واقعات میں شامل ہے۔ انہیں بہت گہرا زخم لگا اور زخم سے پھوٹنے والی خوشبو ہر جگہ پھیلنے لگی، یہاں تک کہ یہ خوشبو بعض گلیوں تک بھی جا پہنچی اور کتنے ہی بھائیوں نے اِس خوشبو کو سونگھا اور محسوس کیا۔ پھر وہ شہید ہو گئے، ہم اُنکے بارے میں



امریکی ڈاکوؤں کو مجاہدین کی جانب سے ملنے والی سزا

یہی گمان کرتے ہیں اور اُنکا حقیقی محاسب تو اللہ ہی ہے، اور ہم اللہ کو اُن کی پاکیزگی نہیں جتلاتے۔

ثبات اور اطمینان کو جو چیزیں تقویت دیتی ہیں، اُن میں یہ بھی شامل ہے کہ شدید معرکوں میں شامل بھائیوں نے گھوڑوں کی ٹاپ اور تلواروں کی جھنکار سنی۔ اس پر بھائیوں کو تعجب ہوتا تو وہ اپنے انصاری بھائیوں سے پوچھنے لگتے کہ کیا فلوجہ کے قریب گھوڑے پائے جاتے ہیں؟ اِس پر انصار تاکید کے ساتھ نفی میں جواب دیتے اور کہتے کہ اِس علاقے میں گھوڑے نہیں پائے جاتے۔ پس اوّل و آخر میں، اللہ ہی کی حمد و ثناء ہے۔

اور جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کا خاتمہ اپنی راہ میں زخموں اور طاعون کے سبب قتل کی صورت میں کرنا (رواہ احمد والحاکم)

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: {وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ * فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ}[آل عمران:169-170] (اور تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے، ہر گز مردہ گمان نہ کر، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا فضل انہیں دے رکھا ہے اس سے خوش ہیں اور خوش خبری دیتے ہیں ان لوگوں کو جو ان سے نہیں ملے اور ابھی ان کے پیچھے ہیں انہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے)

عش ملكاً أو مت كريما فإن تمت
شاہانہ زندگی گزار یا عزت کی موت مر، کہ اگر تو مرے
وسيفك مشهور بسيفك تعذرُ
اور تیری تلوار بے نیام ہو تو یہ تلوار تجھے عذر دلادے گی

سرزمین فلوجہ پر عزم و ثابت قدمی کے ثمرات و نتائج کا یہ ایک سرسری ساجائزہ تھاجبکہ فلوجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیاں اور فتوحات کثیر نفع کی حامل ہیں جنہیں وہی سمجھ سکتا ہے جو انصاف سے کام لینے والا اور حالات و واقعات پر غور کرنے والا ہو۔

اور اے امت اسلام! تجھے زخم کھاتے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا اور تجھے (جہاد و قتال سے) بٹھادینے والے امراض کی دوا ایسی توحید کے سوا کچھ نہیں جس کے ساتھ جہاد کا جھنڈا بلند کیا جائے۔

آخر تو قاتل دشمن کی گرفت سے نکل کر جہاد کرنے کا صحیح معنوں میں فیصلہ کب کرے گی؟ جان لو کہ آج جو معرکے شروع ہو چکے ہیں وہ تھمنے والے نہیں۔ اور بلاشبہہ ہمارے نبی ﷺ کو یہ محبوب تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ لڑنے والے کسی سریے سے پیچھے نہ رہیں بلکہ آپ ﷺ تو جہاد و غزوات کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھتے تھے۔

میں آپ کو جبریل امین کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احزاب کے بعد ہونے والی بات کے ذریعے تذکیر و یاد دہانی کرواتا ہوں، جس کو بخاری نے یوں روایت کیا ہے: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی جانب واپس لوٹے تو اپنا اسلحہ رکھ دیا۔ اس پر جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: کیا آپ نے اسلحہ رکھ دیا؟! واللہ فرشتوں نے ابھی تک اپنا اسلحہ نہیں رکھا، پس اپنے ساتھیوں کو لے کر بنو قریظہ کی جانب چلیں، اور میں بھی آپ کے آگے آگے جارہا ہوں، تا کہ اُنکے قلعوں کو ان پر ہلامار وں اور اُنکے دلوں میں رعب ڈال دوں۔ پس جبریل علیہ السلام فرشتوں کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے اور اُنکے پیچھے رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کے قافلے کے ساتھ نکلے۔

اے مسلمانو! تم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھ رہے ہو کہ اُن پر قتل واذیت اور تباہی کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور ایک تم ہو کہ اپنے علاقوں میں امن و امان کے ساتھ، اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کے درمیان بیٹھے ہو اور تمہارے ماتھے پر بل تک نہیں آتا، آخر ایسا کیوں ہے؟!

مزجنا دمانا بالدموعا السواجمِ
ہم نے اپنے خون کو آنسوؤں کے ساتھ ملالیا ہے
فلم يبق منا عرضة للمراجمِ
کیونکہ دشمن کی توپوں کیلئے کوئی واضح ہدف باقی ہی نہیں رہا
وشر سلاح المر دمع يريقه
اور آدمی کا بدترین اسلحہ آنسو ہیں جو وہ اس وقت بہائے
إذا الحرب شبت نارها بالصوارمِ
جب جنگ زوروں پر ہو اور تلواریں چنگاریاں نکال رہی ہوں
فإيهاً بني الإسلام إن وراءكم
اے اہل اسلام! تمہارے سامنے ایسے حادثات وواقعات ہیں
وقائع يلحقن الذرى بالمناسمِ
کہ جو تمام حدوں سے تجاوز کر چکے ہیں
وكيف تنام العين ملء جفونها
آنکھیں کیسے سو سکتی ہیں جبکہ یہ بھر چکی ہیں
على هفوات أيقظت كل نائمِ
اُن جرائم کو دیکھ دیکھ کر جن سے نیندیں حرام ہو جائیں
وإخوانكم بـ "العراق" أضحى مقيلهم
عراق میں تمہارے بھائیوں کے بستر
ظهور المذاكي أو بطون القشاعمِ
گھوڑوں کی پیٹھ یا کرگس کے پیٹ بن چکے ہیں
يسومهم الروم الهوان وأنتم
روم انہیں ذلتوں کا مزہ چکھا رہا ہے اور تم
تجرون ذيل الخفض فعل المسالمِ
نام نہاد صلح جوئی کی طرف ذلت کے ساتھ دم لٹکائے بڑھتے جارہے ہو

{وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ}
[يوسف:21]
(اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)
والحمد لله ربّ العالمين.

ہجرت

فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں ہجرت کے لیے بہت جگہ اور بڑی گنجائش پائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر (راہ ہی میں) اسے موت آلے تو اللہ کے ہاں اس کا اجر ثابت ہو چکا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (النساء:۱۰۰)

ہجرت کی نیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو، وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوگی یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے تو یہ ہجرت محض اسی کے لیے ہوگی جس کی نیت سے اُس نے ہجرت کی ہے (متفق علیہ)

ہجرت کبھی ختم نہ ہوگی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہجرت ختم نہیں ہو سکتی، حتی کہ توبہ منقطع ہو جائے، اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہو گی، حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو (ابو داؤد)

ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے جاری رکھوں۔ آپ نے فرمایا: ہجرت کر۔ اس کے برابر کوئی اور کام نہیں (نسائی)

ہجرت سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کے تھے ؟ او رہجرت ان تمام گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے جو اس (ہجرت) سے پہلے کیے گئے تھے اور حج ان سب گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کے تھے (بخاری، مسلم)

ہجرت صدق وسچائی کی علامت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان حاجت مند مہاجروں کا (یہ خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دئے گئے ہیں، اللہ کے فضل اور رضا مندی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ تو صادق ہیں (الحشر:۸)

ہجرت سے پیچھے رہنے والے کی سزا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک وہ لوگ جنھیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، کہتے ہیں تم کس کام میں تھے ؟ وہ کہتے ہیں ہم اس سر زمین میں نہایت کمزور تھے۔ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے ؟ تو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے (النساء:۹۷)

اہم
دستاویزات

لجنہ مفوّضہ نے دولتِ اسلامیہ کے جنود کے لیے (لیھلک من ھلک عن بیّنة ویحیی من حیّ عن بیّنة) (تا کہ جو ہلاک ہونا چاہتا ہے وہ دلیل پر حق جان کر ہلاک ہو اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے وہ دلیل پر حق جان کر زندہ رہے) کے عنوان سے ایک اہم اعلان جاری کیا ہے جس میں دولتِ اسلامیہ کے عقائد اور منہج کے متعلق بعض اہم مسائل کا تاکیدی بیان کیا گیا ہے اور دولتِ اسلامیہ سے منسوب کیے گئے بعض اقوال اور بیانات کا ردّ بھی کیا گیا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو علم کے بغیر دولتِ اسلامیہ پر باتیں گھڑ کر لگانے اور اقوال اور عقائد کو کسی دلیل کے بغیر دولتِ اسلامیہ سے منسوب کرنے سے خبردار کیا گیا ہے۔ نیز اس اعلان میں امراء اور ولاۃ الامور کو نصیحت کرنے اور کسی ولی الامر سے ظلم کے صدور کی صورت میں اُس سے تعامل کے بارے میں اہل سنّت کا منہج بھی واضح کیا گیا ہے۔

یہ اعلان جو بدھ 21 شعبان 1437 ہجری کو جاری کیا گیا؛ اُسکے آغاز میں یہ واضح کیا گیا کہ دولتِ اسلامیہ کا قیام، توحید کی نشر و اشاعت اور پھیلاؤ کے لیے کیا گیا تھا اور بلاشبہ دولتِ اسلامیہ، تمام انبیاء و رسل علیہم السلام، اِس امت کے سلفِ صالحین اور اُن کے راستے پر چلنے والے آئمہ ہدایت و اصلاح کا ہی تسلسل ہے اور جس دعوت پر شیخ محمد بن عبدالوھاب التمیمی رحمہ اللہ اور اُنکے متبعین نے ریاست قائم کی تھی اُسی دعوت اور اُٹھان پر دولت اسلامیہ قائم کی گئی ہے۔

دولت اسلامیہ اپنے منہج پر ثابت قدم ہے اور اُس نے اللہ کے فضل سے اس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی

اِس اعلان میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ جب شیخ ابومصعب الزرقاوی رحمہ اللہ نے دولتِ اسلامیہ کی بنیاد رکھی، اِسکے بعد شیخ ابوعمر البغدادی اور شیخ ابوحمزہ المہاجر رحمہما اللہ کی ریاست کے دور میں اور پھر شیخ ابو بکر البغدادی حفظہ اللہ کی امارت میں خلافت کے دوبارہ قیام سے لے کر اب تک دولتِ اسلامیہ اپنے عقیدے پر ثابت قدم ہے اور اِس میں ذرا بھی ترمیم یا تبدیلی نہیں کی۔ اعلان میں کہا گیا: "دولتِ اسلامیہ نے اپنا منہج تبدیل نہیں کیا، اپنے دین پر سودے بازی نہیں کی، نہ ہی اُسکا عزم و ارادہ کمزور ہوا ہے بلکہ وہ اُسی راستے پر چل رہی ہے، نہ ہی اِس نے کسی کی جانبداری کی ہے، نہ ہی یہ راستے سے ہٹی ہے"۔ اِس دستاویز میں یہ واضح کر دیا گیا کہ دین کے معاملے میں دولتِ اسلامیہ کو یہ پرواہ نہیں کہ کوئی خوش ہوتا ہے یا ناراض، بلکہ یہ ہر ایک سے اپنے طے شدہ طریقے کے مطابق ہی معاملہ کرتی ہے، جیسا کہ شیخ ابو محمد العدنانی تقبلہ اللہ نے

فرمایا: ہم لوگوں سے یہ بھیک نہیں مانگیں گے کہ وہ اللہ کے دین کو قبول کر لیں اور اللہ کی شریعت کو نافذ کریں۔ جو راضی ہو تو یہ اللہ کی شریعت ہے اور جس نے اِسے ناپسند کیا اور بیزاری کا اظہار کیا تو وہ ناراض ہوتا پھرے، یہ اللہ کا دین ہے، ہم مرتدین کی تکفیر کریں گے اور اُن سے براءت کریں گے، کفار اور مشرکین سے عداوت و دشمنی رکھیں گے اور اُن سے بغض و نفرت رکھیں گے"۔

دولتِ اسلامیہ کا قول آج بھی وہی ہے جو اِسکے آئمہ، رسمی ترجمان یا مقرر کردہ افراد کا تھا

اِس اعلان میں دولتِ اسلامیہ نے خاص طور پر تکفیر کے مسائل میں اہلِ غلو اور اہلِ ارجاء پر بھی ردّ کیا جو اپنے اقوال اور گمراہ عقائد کو دولتِ اسلامیہ سے نسبت دے کر اُنہیں لوگوں کے مابین پھیلا رہے تھے۔ اِسی طرح اِس دستاویز میں اُن لوگوں کا بھی ردّ کیا گیا ہے جو دولتِ اسلامیہ کے عقیدے اور منہج پر طعن کرتے ہیں بلکہ باطل اقوال و اعتقادات کا تعلق دولتِ اسلامیہ سے جوڑ کر پھر اِسکے جنود اور امراء کی تکفیر کرتے ہیں یا پھر ایسا اہل سنّت والجماعت کے عقیدے سے اپنی جہالت کی بناء پر کرتے ہیں جسکو یہ تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اگر وہ اُنکی خواہشات کی مخالفت کرے۔ لجنہ مفوّضہ نے اپنے اس مبارک بیان میں کہا: "جہاں تک ولاء وبراء کے عقیدے کا معنی بدلنے، اہلِ ارجاء اور جہمیہ کے شبہات اور دین سے نکل جانے والے اہلِ غلو کے اقوال میں ملّت ابراہیم کو دفن کرنے والے بیانات کا تعلق ہے تو دولتِ اسلامیہ اِن سے بری ہے، اور کسی کو حق نہیں کہ وہ اِسکا نام استعمال کر کے کچھ کہے یا دولتِ اسلامیہ سے وہ منسوب کرے جو اُس نے نہیں کہا۔ دولتِ اسلامیہ کا (رسمی قول وہی مانا جائے گا) جو اُسکے امام –اللہ انہیں توحید کے ذریعے سے عزت دے– نے کہا یا اِسکے مقرر کردہ افراد نے کہا یا اِسکے رسمی ترجمان نے کہا۔ جہاں تک جھوٹ گھڑنے کی بات ہے یا گمان اور ظن کی بنیاد پر (دولتِ اسلامیہ کے متعلق) کچھ کہنا ہے تو یہ علم کے بغیر کلام کرنے کی مانند ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اِس سے منع کیا ہے"۔

دولتِ اسلامیہ مشرکین کی تکفیر میں توقف نہیں کرتی اور مشرکین کی تکفیر کو دین کے واضح اور ظاہر اصولوں میں سے مانتی ہے

لجنہ مفوّضہ نے اس دستاویز میں اُن گمراہ لوگوں کا ذکر کیا جو دولتِ اسلامیہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اِس کی طرف اُن اقوال کی نسبت کرتے ہیں جو اِسکے امراء نے نہیں کہے اور اُنکے اعتقادات اِن کذب بیانیوں سے بری ہیں۔

اِن میں سے بعض وہ ہیں جو اہلِ ارجاء کے اقوال کو اختیار کرتے ہیں اور اِن انحرافات کو دولتِ اسلامیہ سے نسبت دیتے ہیں، جیسے "بعض اُس شخص کا اسلام قبول کرتے ہیں جو اپنی قوم کے طاغوت کی تکفیر نہیں کرتا"، جبکہ "دولتِ اسلامیہ طواغیت کی تکفیر کرتی ہے، اور بلا کسی استثناء کے اُنکی بھی تکفیر کرتی ہے جو اُنکا دفاع کرتے ہیں اور اُنکی تکفیر نہیں کرتے" اور اسی طرح جو "مشرکین کی تکفیر کو مسائلِ خَفیہ میں سے مانتا ہے یا اختلافی مسئلہ مانتا ہے اور اِس اصول پر عمل کے لیے بھاری حدود و قیود لگاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نواقضِ اسلام میں سے تیسرا ناقض، مکمل اور قطعی طور پر معطّل ہو جاتا ہے۔۔۔ بلکہ اِس سے بدتر معاملہ اُسکا ہے جسکا یہ گمان ہے کہ دولتِ اسلامیہ کا بھی یہی قول ہے اور یہ محض افتراء اور جھوٹ ہے۔ بلکہ ہر قریب اور دور کا شخص یہ جان چکا ہے کہ دولتِ اسلامیہ –اللہ اُسے توحید کے ذریعے عزت دے– نے ایک دن کے لیے بھی مشرکین کی تکفیر میں توقف نہیں کیا اور وہ مشرکین کی تکفیر کے مسئلے کو دین کے اُن واضح اور ظاہر اصولوں (اصول الدین الظاہرۃ) میں سے مانتی ہے جنکو جاننا نماز اور ضروریات دین سے معلوم تمام فرائض سے قبل جاننا ضروری ہے، جیسا کہ 22/8/1437ھ کو المکتب المرکزی لمتابعة الدواوين الشرعية کی جانب سے جاری کردہ دستاویز حکم المتوقف فی تکفیر المشرکین میں بیان کیا گیا تھا"۔

اس دستاویز میں "اصول الدین" سے مراد، عقیدے کے وہ امور ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اقوام کو تعلیم فرمائے (یعنی وہ امور جو انبیاء ورُسل علیہم السلام کی لائی ہوئی حجّت سے ثابت ہوتے ہی)، جبکہ "اصل الدین" سے مراد عقیدے کے وہ امور ہیں جو کہ رسولوں کی لائی ہوئی حجّت کے آنے سے پہلے اور رسولوں کی بعثت سے پہلے کسی (قوم یا شخص) پر ثابت و قائم ہوتے ہیں، جیسے ربوبیت میں اللہ کی توحید اور الوہیت میں اللہ کی توحید۔

اِسی طرح گمراہ لوگوں میں سے بعض کا موقف ہے کہ "طاغوت سے تحاکم (فیصلے کروانے) کا شرک، ضرورت کے وقت اُسی طرح جائز ہے جس طرح اکراہ میں جائز ہوتا ہے" اور جو "طوائفِ ممتنعہ کی تکفیر کے معاملے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کو ردّ کرتے ہیں" اور جو "ووٹروں کی تکفیر میں توقف یہ دعوی کر کے کرتے ہیں کہ یہ ووٹر انتخابات کی حقیقت سے جاہل ہیں" اور جو "شرک کی طرف دعوت دینے والے طاغوت کے علماء سے براءت نہیں کرتے"۔ اِسی طرح اِس دستاویز میں لجنہ مفوّضہ نے دولتِ اسلامیہ پر طعن کرنے والے اہلِ ضلال کی ایک اور قسم کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جنھوں نے دولتِ اسلامیہ کو

ایسے قول یا عقیدے کی وجہ سے ملامت کا نشانہ بنایا جو اصلاً اہل سنّت والجماعت کا عقیدہ تھا، بلکہ وہ خوارج اور معتزلہ کی بدعت سے متاثر ہونے کی وجہ سے دولتِ اسلامیہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض دوسرے دولتِ اسلامیہ پر اُن اقوال کی وجہ سے طعن کرتے ہیں جو اُسکا عقیدہ نہیں بلکہ محض افتراء و کذب ہیں جو اِن گمراہ لوگوں نے تراش لیے ہیں یا اُن اقوال کی وجہ سے طعن کرتے ہیں جو کہ بعض لوگوں نے دولتِ اسلامیہ پر ارجاء کا عقیدہ تھوپنے کے لیے گھڑے ہیں۔

اس دستاویز میں مزید واضح کیا گیا کہ "بعض نے دولت اسلامیہ کی تکفیر اِس بنیاد پر کی کہ وہ معتزلہ کی ایجاد کردہ بدعت، تکفیر بالتسلسل کی قائل نہیں" اور "اِن میں سے بعض دولتِ اسلامیہ سے یہ منسوب کرتے ہیں کہ وہ دیار الردّۃ (الکفر الطارئ) (جہاں عارضی طور پر کفر غالب ہو جائے) میں (لوگوں کی) اصل اسلام مانتی ہے اور یہ دولتِ اسلامیہ پر جھوٹ ہے اور محض افتراء ہے"، بلکہ دولتِ اسلامیہ دار الکفر الطارئ کے شخص پر وہی حکم لگاتی ہے جو اُس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا کہ "اسی طرح بعض دولتِ اسلامیہ کی تکفیر یہ دعوی کر کے کرتے ہیں کہ دولتِ اسلامیہ کا موقف ہے کہ جنگی مصلحت کے لیے کھلم کھلا، صریح کفر کرنا جائز ہے، اور یہ جھوٹ کہتے ہیں، بلکہ دولتِ اسلامیہ کا واضح موقف یہ ہے کہ شرکِ اکبر اور کفرِ اکبر کا صراحتاً ارتکاب صرف اکراہ کی حالت میں ہی جائز ہے۔۔۔ یہی اِس مسئلے میں دولتِ اسلامیہ کا قول اور عقیدہ ہے، لیکن اِن لوگوں کو یہ غلطی اپنی جہالت کی وجہ سے اور شرکِ صریح، کفر صریح اور ضرورت کے تحت، استثنائی حالت میں رخصت کے مابین فرق نہ کرنے کی وجہ سے لگی جیسا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے"۔

معروف کی نصیحت اور منکر کے ذریعے طعن کے درمیان فرق

اِس دستاویز میں لجنہ مفوّضہ نے تمام مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ ولاۃ الامور (امراء) کو نصیحت کرنے کے معاملے میں اہلِ سنت کے منہج کو لازم پکڑا جائے اور اِس باب میں اہلِ ضلال کے راستے پر نہ چلا جائے جو امراء کی کسی بھی خطاء اور کوتاہی کو مجاہدین کے خلاف باتیں مشہور کرنے، مسلمانوں میں افواہیں پھیلانے اور اللہ کے دشمنوں سے قتال کو ترک کرنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں بلکہ آخر کار ایسے لوگ مشرکین کی طرف جھکاؤ کی دعوت دینے لگتے ہیں۔ اِس اعلان میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اِن افعالِ شنیعہ کے مرتکب افراد کا موقف درحقیقت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرنے والے باغیوں جیسا ہی ہے جنکا گمان تھا کہ وہ اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں، سنّت کو بچانے کے لیے اور امت پر غیرت کرتے ہوئے اٹھے ہیں۔

اِس بارے میں لجنہ مفوّضہ نے کہا: "جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جن کا دعوی ہے کہ وہ امراء کو نصیحت کرنا چاہتے ہیں جبکہ اُن کا طرزِ عمل طعن و تشنیع، افواہیں پھیلانا اور ردّ کرنے کا ہے جس سے صرف کافر، مرتد اور منافق دشمن ہی خوش ہو سکتے ہیں، تو اُن کے بارے میں بہترین بات یہی کہی جا سکتی ہے کہ امراء کو مخلصانہ نصیحت کرنے کے معاملے میں وہ کتاب و سنّت کی مخالفت کر رہے ہیں، اور سلف کے طریقے سے ہٹ چکے ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہمارے بڑوں نے ہمیں منع کرتے ہو کہا: اپنے امراء کے بارے میں بد زبانی نہ کرو، اُن سے دھوکا نہ کرو، نہ ہی اُن سے بغض و نفرت کرو، اور اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، کیونکہ معاملہ قریب ہے۔۔۔ پس اے (دار الاسلام) کو چھوڑ جانے والے، نبی ﷺ کی اِس وصیت پر غور کرو کہ امراء پر صبر کرنا چاہیے، چاہے وہ عربی ہوں یا حبشی، نیک ہوں یا فاجر اور چاہے وہ فانی دنیا اکٹھی کرنے کے معاملے میں دوسروں سے آگے بڑھ جائیں اور چاہیے کہ ولی الامر کی حیثیت پہچانی جائے اور معروف میں اُسکی اطاعت کی جائے"۔

اِسی طرح اس دستاویز میں اُن لوگوں کو بھی خبردار کیا گیا جنہیں اُنکے نفس نے دھوکے میں ڈال کر باطل کو حق اور فساد کو اصلاح بنا کر دکھایا تاکہ وہ اپنی گمراہی میں گرے رہیں: اور یہ تو معلوم ہے کہ طعن و تشنیع نصیحت نہیں اور نہ ہی یہ منکر کا انکار ہے بلکہ یہ صرف رسوا کرنا، بدنام کرنا، عیوب کی تشہیر اور اچھے اخلاق کو چھپانا ہے، اور یہ معاملہ ویسا نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کے ذہن میں آتا ہے کہ جنکو نفسِ امّارہ برائی کی طرف دھکیلتے ہوئے یہ دکھاتا ہے کہ امیر پر طعن کرنا بہادری ہے، اُسکی مذمّت کرنا شجاعت ہے، اُسکی غیبت کرنا حق کا اعلان کرنا ہے اور صفوں کو توڑنا ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا ہے، اللہ المستعان"۔

یہ اعلان، لجنہ مفوّضہ اور شرعی محکمہ جات کی متابعت کے لیے قائم مرکزی دفتر کی جانب سے جاری کیے گئے اعلانات اور بیانات کے سلسلے کا تتمّہ ہے، جو اِس لیے جاری کیے گئے ہیں تاکہ دولتِ اسلامیہ کے عقیدے اور منہج کے بارے میں لوگوں میں جو اختلاف موجود ہے اُس میں دولتِ اسلامیہ کا موقف واضح کیا جا سکے، خاص طور پر اُن مسائل میں، جن میں لوگ علم کے بغیر کلام کر کے خطاء اور اضطراب کا شکار ہوتے ہیں۔

جہاد کب فرضِ عین ہو جاتا ہے؟

جب امام/خلیفہ اپنی رعیت کو جہاد کے لیے پکار لگائے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلو تو تم زمین کی طرف بچھ جاتے ہو؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ تو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلے میں نہیں ہے مگر بہت تھوڑا (التوبہ:۳۸)

جب دشمن دار الاسلام پر حملہ کر دے

امام ابن تیمیہ رحمہ اِس حالت میں جہاد کے وجوب پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جہاں تک دفاعی جہاد کا تعلق ہے تو یہ دین اور حرمات پر حملہ آور دشمن سے دفاع کی سب سے موثر قسم ہے، پس اِس پر اجماع ہے کہ دفاعی جہاد واجب ہے۔ ایمان کے بعد دین اور دنیا کو فاسد کر دینے والے حملہ آور دشمن سے دفاع سب سے بڑا واجب ہے، اِس کے وجوب کے لیے کوئی شرط نہیں، بلکہ (ہر شخص) حسب امکان و استطاعت دفاعی جہاد کرے گا (الفتاوی الکبری)

جب صفیں آمنے سامنے آ جائیں تو وہاں موجود مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا، ایک لشکر کی صورت میں ملو تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔ اور جو ان کو اس وقت پیٹھ دکھائے گا، بجز اس کے کہ جنگ کے لیے پینترا بدلنا چاہتا ہو یا کسی جماعت کی طرف سمٹ رہا ہو، تو وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ نہایت ہی برا ٹھکانا ہے (الانفال:۱۶،۱۵)

جہاد کے لیے نہ نکلنے والوں کی سزا

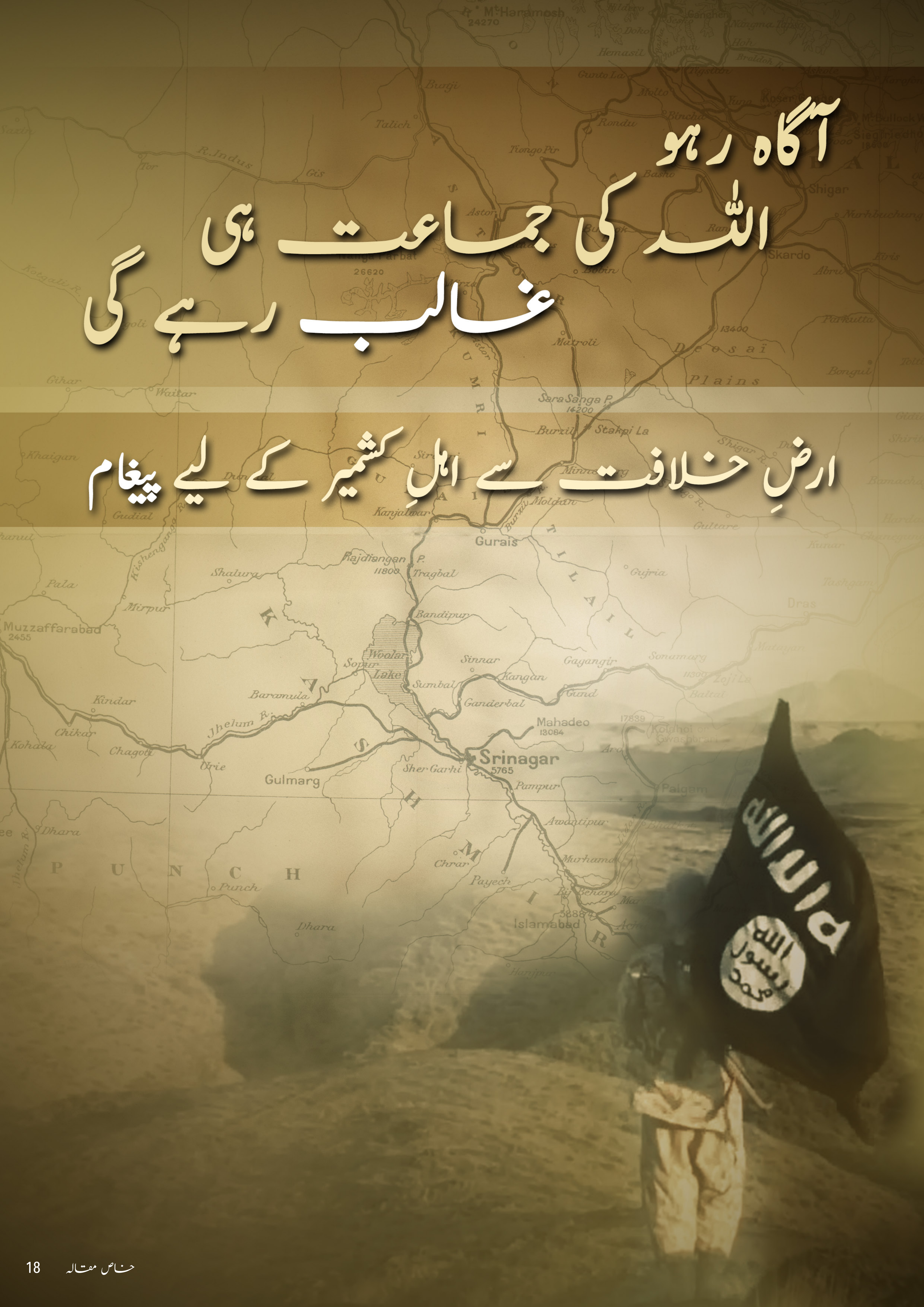
- اللہ انہیں دردناک عذاب دے گا
- اللہ اُنکی جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا
- دنیا میں ذلت و رسوائی
- امام کے پاس حق ہے کہ وہ انہیں تعزیری سزا دے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہ نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور بدل کر تمہارے علاوہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (التوبہ:۳۹)

النبأ
النداء

آگاہ رہو
اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی

ارضِ خلافت سے اہلِ کشمیر کے لیے پیغام





1947 کے بعد ہندوستان نے اہل کشمیر پر ظلم و ستم میں اضافہ کر دیا

کشمیر ؛جس پر ایک طویل عرصے سے کافروں نے قبضہ کر رکھا ہے، لیکن اہلِ کشمیر کبھی بھی ظلم وزیادتی کے خلاف خاموش نہیں بیٹھے بلکہ ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے کہ کافروں کے چنگل سے آزادی حاصل کرسکیں۔لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ تمام کوششیں صحیح رُخ پر نہیں کی گئیں بلکہ سیاسی جماعتیں اور مسلّح تنظیمیں اُنکی قربانیوں پر اپنی سیاست چمکاتی رہیں۔خلافتِ اسلامیہ کے دوبارہ قیام نے وطن پرست سیاسی جماعتوں اور گمراہ مسلّح تنظیموں کی دکانداری پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ فلسطین سے کشمیر تک قربانیوں کے اِن تاجروں کی منڈیاں ماند پڑ گئیں۔دولت خلافت اسلامیہ نے مسلمانوں کو صاف ستھرے خالص عقیدے اور صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی، پس باقی دنیا کے لوگوں کی طرح، جموں وکشمیر کے لوگ بھی خلافت کے چمکتے سورج سے روشنی حاصل کرنے لگے اور یہ پہچاننے لگے کہ دنیا میں عزت وشرف کی زندگی اور آخرت میں فوز وفلاح اِسی راستے پر چل کر حاصل ہوسکتی ہے۔

کشمیر کی تاریخ

18 مارچ 1846 کو گلاب سنگھ ڈوگرہ نے انگریزوں سے معاہدہِ امرتسر کے ذریعے جموں وکشمیر اور ہزارہ کا علاقہ 75 لاکھ نانک شاہی روپے میں خرید کر وہاں کے مسلمانوں پر مکمل تسلّط حاصل کرلیا اور اُن پر ظلم وجبر کی انتہا کر دی۔1947 تک انگریزوں کے زیرِ سایہ سکھ ڈوگرہ مظالم کے پہاڑ توڑتے رہے، یہاں تک کہ برصغیر کی تقسیم کے انگریزی منصوبے کے تحت، کشمیر پر ہندوستان اور پاکستان کے مابین ایک طویل کشمکش شروع ہوگئی جس کے نتیجے میں کشمیر کے ایک حصے پر پاکستان نے اور ایک حصے پر ہندوستان نے قبضہ کرلیا۔ ہندوستان کی متعصب ہندو حکومت نے کشمیر میں مظالم جاری رکھے بلکہ ظلم وستم میں مزید اضافہ کر دیا۔

پاکستانی حکومت کا منافقانہ طرزِ عمل

پاکستانی حکومت نے اپنے دشمن ہندوستان کو زک پہنچانے کے اِس سنہرے موقعے کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور کشمیر اور اہل کشمیر کے مسئلے کو اٹھا کر مسلمانوں کی خاص طور پر اور پوری دنیا کی عام طور پر ہمدردیاں سمیٹنے کی کوشش کی۔لیکن اگر بغورِ نظر ، حقیقت کا مطالعہ کیا جائے تو ہر شخص پاکستانی ریاست کی منافقانہ پالیسی اور دوغلے پن کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

پاکستان حاصل کرنے کے لیے مسلم لیگ نے اسلامی شعائر کو استعمال کیا ، حالانکہ مسلم لیگ اور مرتد جناح کا اِسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔مسلم لیگ رافضی شیعوں، خانقاہی گدیوں کے مالک پیروں، نوابوں، جاگیرداروں اور سرمایہ کاروں کی جماعت تھی جس نے ہندو اکثریت سے خوف محسوس کرتے ہوئے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے اسلام کے نام کو استعمال کیا، تا کہ الیکشن میں ووٹ حاصل کیے جاسکیں۔اِس مقصد کے لیے "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" اور "پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الااللہ" کے نعرے لگا کر لوگوں کو خوبصورت ناموں اور خوشنما نعروں سے دھوکا دیا گیا اور "پاکستان" نامی ایک ایسی خیالی جنّت کے سبز باغ دکھائے گئے جہاں اللہ کا کلمہ سر بلند ہو گا، لا الٰہ الااللہ کے کلمے کے تقاضے زندگی کے ہر شعبے میں پورے کیے جائیں گے اور ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ ہو گا۔لیکن یہ جھوٹے نعرے اور خیالی جنّت کے وعدے محض ایک فریب تھے اور چونکہ جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے اِس لیے 1947 میں پاکستان کے قیام کے بعد اِس ملک میں مسلم لیگ کی خواہشات اور اُنکے شیاطین کے مشوروں کے مطابق، انگریزی قوانین پر مبنی جمہوری نظام کا تسلسل جاری رہا بلکہ 1951 تک پاکستان کا اقتدار اعلیٰ پاکستانی آئین کے مطابق ملکہ برطانیہ کے پاس تھا۔اپنے قیام کے بعد سے ہی یہ ایسا ملک بن گیا جہاں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کے احکام پر ووٹنگ ہوتی ہے کہ انہیں نافذ کیا جائے یا ردّ کر دیا جائے!اور اللہ کی ذات اِس سے بہت بلند ہے کہ اُسکے احکامات کو قبول کرنے یا رد کرنے کے لیے پیش کیا جائے۔پاکستان ایسا ملک بن گیا جہاں اللہ کے ساتھ قبوری شرک کی سرکاری

سطح پر سر پرستی کی جاتی ہے، جہاں شرکیہ الیکشن و انتخابات کے پردے میں ایسے طواغیت منتخب کیے جاتے ہیں جو اللہ کے حکم کو پیٹھ پیچھے پھینک کر انسانوں کی خواہشات کے مطابق قوانین بناتے ہیں، جہاں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی توہین اور گستاخی کرنے والوں کو حکومتی تحویل میں لے کر اُنکی حفاظت کی جاتی ہے، جہاں خالص توحید کا عقیدے رکھنے والوں اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کو جیلوں میں ڈالا جاتا ہے اور قتل کیا جاتا ہے، جہاں صلیبیوں سے اتحاد قائم کر کے اہل اسلام پر جنگ برپا کی جاتی ہے، موحدین کو گرفتار کر کے صلیب کے پجاریوں کے حوالے کیا جاتا ہے اور جہاں کفّار اور مشرکین کا خون انتہائی قیمتی ہے جبکہ مسلمانوں اور موحدین کا خون پانی کی طرف سستا ہے!



مرتد پاکستانی حکومت کشمیر کے معاملے کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کرتی رہی

اہلِ کشمیر کی پاکستان سے امیدیں

1947ء سے پہلے اسلامی اور عادلانہ ریاست کے جو سہانے خواب، ہند میں اسلام سے انتساب رکھنے والوں کو مسلم لیگ نے دکھائے، وہی خواب پاکستان کے قیام کے بعد پاکستانی حکومت نے اہل کشمیر کو دکھانے شروع کر دیے۔ نتیجتاً ہندوستان کے زیرِ قبضہ کشمیر میں رہنے والوں کو ایک قوی امید پیدا ہوگئی کہ پاکستان سے الحاق کے نتیجے میں وہ اپنے حقوق اور ظلم وستم سے نجات حاصل کر پائیں گے۔

اِس چال میں آ کر اہلِ کشمیر نے مرتد پاکستانی حکومت کی ہدایات کے مطابق اپنی جدوجہد کا آغاز کیا جس کا مقصد اللہ کے کلمے کی سربلندی اور شریعت کے نفاذ کی بجائے ہندوستان کے چنگل سے آزاد ہو کر پاکستان سے الحاق یا ایک آزاد ریاست کے طور پر کشمیر کا قیام تھا۔ اس مقصد کے لیے اہلِ کشمیر نے کبھی قوم پرست، کبھی مُلحد سیکولر اور کبھی "اسلام پسند" سیاسی جماعتوں کی پیروی کی اور کبھی پاکستانی مرتد فوج کے اشاروں پر کٹھ پتلی کی طرح ناچنے والی تنظیموں (حزب المجاہدین، لشکر طیبہ، جیش محمد وغیرہ) کے جھنڈے تلے باطل اور بے فائدہ قتال فی سبیل الطاغوت کا راستہ اختیار کیا۔

سیاسی جماعتوں نے اہل کشمیر کو یہ فریب دیا کہ جمہوریت ہی ظلم وستم سے نکلنے کا راستہ ہے اور ہم اقوام متحدہ میں اپنی قرار دادیں پیش کر کے اور الیکشن میں کامیاب ہو کر آزادی حاصل کر لیں گے۔ آج 70 سال گزرنے کے بعد اِس خوشنما فریب کا پول مکمل طور پر کھل چکا ہے کہ ہندوستان سے کشمیر کو آزاد کرانا تو دور کی بات، خود اِن جماعتوں کے قائدین؛ مرتد علی گیلانی، مرتد یاسین ملک اور مرتد میر واعظ کبھی جیل میں قید ہوتے ہیں اور کبھی گھر میں نظر بند، پس جو اپنے آپ کو آزاد نہیں کرا سکا وہ کسی دوسرے کو کیا آزاد کرائے گا؟ جبکہ دوسری طرف پورے کشمیر کی صورتحال ایک حبس زدہ جیل کی سی ہے کہ جہاں نہ کوئی انکی سننے والا ہے نہ کوئی جواب دینے والا۔

ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر میں سے بعض دیگر نے جمہوریت سے مایوس ہونے کے بعد، 1990 کی دہائی میں پاکستان اور ہندوستان کے مابین خود ساختہ سرحد کو عبور کر کے، پاکستان کے زیر قبضہ کشمیر جا کر مسلّح جماعتیں تشکیل دیں تا کہ ہندوستان سے جنگ کر کے کشمیر کو آزاد کرایا جا سکے۔ اِس مقصد کے لیے مرتد پاکستانی حکومت، فوج اور انٹیلی جنس نے اُنکو پاکستان اور اپنے زیر قبضہ کشمیر میں عسکری تربیتی مراکز قائم کرنے کی کھلی چھٹی دی اور اِسکے علاوہ اُن پر اسلحے اور پیسے کی بارش کر دی کیونکہ پاکستانی ریاست کو اپنے دشمن کے خلاف ایسی پراکسی وار لڑنے کا سنہری موقع مل رہا تھا جس میں نہایت تھوڑے خرچ پر اُنکے دشمن ہندوستان میں گوریلا کاروائیاں کر کے ہندوستانی فوج کو اُسکے اپنے ملک کے اندر ہی مصروف کیا جانا تھا۔ پاکستانی فوج نے ہندوستان کو دباؤ میں لانے کے لیے اِن جماعتوں اور تنظیموں کو مہرے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اُنہیں ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر میں، جنگجوؤں کی صرف ایک محدود تعداد ہی بھیجنے کی اجازت دی کیونکہ ہندوستان پر اِن جنگجوؤں کے بڑے حملے کی صورت میں

ہندوستان، پاکستان کے زیرِ قبضہ کشمیر میں اِن تنظیموں کے تربیتی مراکز پر حملہ کرسکتا تھا، جسکے نتیجے میں ہندوستانی فوج اور پاکستانی فوج میں جنگ چھڑ جاتی اور یہ پاکستانی فوج ہرگز بھی نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ہندوستانی فوج سے آمنے سامنے کی جنگ میں پاکستانی فوج کو بھاری نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ اِن تنظیموں نے ہندوستانی فوج کے خلاف کئی چھوٹے چھوٹے معرکے لڑے لیکن 11 ستمبر کے واقعے کے بعد، پاکستان پر بڑھتے ہوئے عالمی دباؤ کے تحت پاکستان نے ہندوستان سے جنگ بندی کا معاہدہ کرلیا اور اِن تنظیموں پر مرحلہ وار پابندی لگانی شروع کر دی جیسا کہ پاکستان کے مرتد وزیر داخلہ سر تاج عزیز کے ایک بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ مرحلہ وار اِن جماعتوں اور تنظیموں کو ختم کرنا چاہتے تھے کیونکہ یک دم اِن تنظیموں کو ختم کرنے کے نتیجے میں، پاکستان کے اندر پاکستانی فوج اور ایجنسی کے لیے مشکلات کھڑی ہونے کا خطرہ پیدا ہوسکتا تھا۔ اس منصوبے کے تحت پہلے ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر میں جنگجو بھیجنے پر مکمل پابندی لگادی گئی، اِن تنظیموں کے مرتد قائدین کو زیرِ حراست لے کر اِن تنظیموں کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور انکے ہزاروں کارکنوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ اِن میں سے بعض نے یہ کوشش کی کہ اپنی کوششوں کا رخ باطل دعوتی سرگرمیوں کی طرف موڑ دیا جائے، لیکن آخرِ کار عسکری تربیتی مراکز کو بند کر دیا گیا یا محدود کر دیا گیا اور ان تنظیموں کو جو فنڈ پاکستانی ایجنسی سے ملتے تھے وہ بھی محدود کر دیے گئے اور پھر آخر کار بند کر دیے گئے۔ مرتد پاکستانی حکومت کے اِن اقدامات کے نتیجے میں یہ تنظیمیں بکھر کر انتشار کا شکار ہوگئیں اور ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر میں عسکری تحریک دم توڑ گئی۔ جو کشمیری ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر سے مصنوعی سرحد پار کر کے پاکستان کے زیر قبضہ آئے تھے وہ ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر واپس جا کر ہندوستانی حکومت اور فوج کے آگے اسلحہ پھینک کر سرِ تسلیم خم کرنے لگے اور اہل کشمیر ایک بند دوراہے میں داخل ہوگئے۔ اہل کشمیر پر سیاسی راستے کا نا کام ہونا واضح ہو چکا تھا جبکہ عسکری تحریک کی امداد اور حمایت سے پاکستانی ریاست ہاتھ اٹھا چکی تھی۔

پاکستان کے زیر سایہ چلنے والی عسکری تنظیموں کا دوغلا پن اور تضادات

اگر کوئی اِن عسکری تنظیموں پر نظر ڈالے تو اُس پر معمولی غور و فکر سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اِن تنظیموں کے نظریے، راستے اور منزل میں تضادات ہی تضادات ہیں۔

آخر آزادی سے کیا مراد ہے؟ اگر آزادی سے مراد، مسلمان رہتے ہوئے ہندوستان کے ظلم وستم سے نجات پانے کے لیے ہندوستان سے علیحدہ ہو کر ریاستِ پاکستان سے الحاق کرنا ہے تو پاکستان میں تو خود مسلمان اور موحدین مرتد پاکستانی فوج اور ایجنسی کے مظالم کا شکار ہیں بلکہ مسلمان عورتوں اور مردوں کو صلیبیوں کے حوالے کیا جاتا ہے جو انکے اپنے ملکوں میں لیجا کر طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں؟ اور اگر توحید اور اسلام کی کوئی اہمیت نہیں تو پھر بت پرست ہندوستان کے ساتھ ہی رہنے میں کیا قباحت ہے؟

اگر اِن تنظیموں کا مقصد شریعت کا نفاذ اور اللہ کا کلمہ سربلند کرنا ہے جیسا کہ اِن میں سے بعض، لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے یہ دعوی کرتے ہیں، تو پھر یہ تنظیمیں پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے لیے مرتد پاکستانی فوج سے قتال کیوں نہیں کرتیں؟ اور پاکستان کے شرکیہ دستور کے ذریعے جمہوری نظام کو نافذ کرنے والے طواغیت کی تکفیر کیوں نہیں کرتیں اور اُن سے قتال کیوں

مرتد صلاح الدین، مرتد حافظ سعید اور مرتد مسعود اظہر لوگوں کی قربانیوں کی تجارت کرتے رہے







نہیں کرتیں؟ ہندوستان میں جمہوری حکومت ہے جو لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہوتی ہے اور پاکستان میں بھی جمہوری حکومت ہے جو ووٹوں سے منتخب ہوتی ہے، تو یہ مسلح جماعتیں آخر ہندوستان سے کیوں جنگ کرتی ہیں اور پاکستان کو کیوں چھوڑے رکھتی ہیں؟

اگر اِن جماعتوں کی جدوجہد کا مقصد، جیسا کہ اُن میں سے بعض دعوی کرتے ہیں، مشرکین سے قتال ہے تو یہی جماعتیں پاکستان میں سکھ مشرکین کا استقبال کیوں کرتی ہیں اور ہندوستان سے خالصتان کی علیحدگی کی حمایت کیوں کرتی ہیں جبکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مشرک سکھوں کی تحریک کا مقصد شرک پر مبنی خالصتان کی ریاست کا قیام ہے؟ اِسی طرح یہ تنظیمیں چین کے بت پرست کافروں کے خلاف جہاد کا انکار کیوں کرتی ہیں حالانکہ ایک طویل عرصے سے مشرقی ترکستان میں چین، اسلام سے انتساب رکھنے والوں پر مسلسل ظلم ڈھا رہا ہے؟ کیا اِن جماعتوں کی جانب سے چین کے خلاف جہاد سے انکار کی واحد وجہ یہی نہیں کہ انکے طاغوت پاکستان کی چین سے گہری دوستی ہے اور چین سے پاکستان کی مرتد حکومت اور فوج کے مالی مفادات وابستہ ہیں۔ اسی طرح شام، عراق، یمن اور دیگر علاقوں میں اہلِ سنت پر مظالم ڈھانے والے رافضی مشرکین کو بھی یہ جماعتیں اپنی کانفرنسوں اور سٹیجوں پر بلاتی ہیں اور اُنکی عزت افزائی کرتی ہیں۔

ہندوستان کے زیرِ قبضہ کشمیر میں ایک محدود تعداد میں ہی جنگجو کیوں لانچ کیے جاتے تھے جبکہ اِن جماعتوں کے تربیتی مراکز میں اور اِن سے وابستہ ہزاروں ایسے افراد موجود تھے، جو ہندوستان کے زیرِ قبضہ کشمیر جاکر ہندوستانی فوج سے فیصلہ کن جنگ کرنے کے لیے تیار تھے؟ کیا اِسکی وجہ یہی نہیں تھی کہ پاکستانی فوج اور ایجنسی اپنے مفادات کیلئے انکو ہندوستان کے ساتھ پراکسی وار میں استعمال کر رہی تھی؟ اور پاکستانی فوج قطعاً یہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ تنظیمیں کشمیر پر کوئی فیصلہ کن حملہ کریں جس کے نتیجے میں ہندوستانی فوج، پاکستانی فوج کے خلاف بڑی جنگ چھیڑ سکتی تھی، جس کے نتائج پاکستان کے لیے خطرناک ہوسکتے تھے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ اِن تنظیموں کو اسلام اور جہاد کے نعرے بلند کرنے کے باوجود، پاکستانی فوج اور ایجنسی اِنہیں عسکری تربیتی مراکز چلانے کی اجازت دیتی تھی، اِنکو اپنا نظام چلانے کے لیے ماہانہ خرچہ دیتی تھی، اِنہیں دفاتر کھولنے اور چلانے کی مکمل اجازت تھی اور پاکستان کے اندر اِنہیں گھومنے کی مکمل آزادی اب بھی حاصل ہے، جبکہ اِس کے برعکس شریعت کے نفاذ اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے جہاد کرنے والے موحدین کو یہ سب کچھ کرنا



مرتد تنظیمیں طواغیت کے مفادات کے لیے سرگرم ہیں

تو دور، یہ دعوت پھیلانے کی بھی اجازت نہیں، اُنہیں گرفتار کر کے اذیتیں دی جاتی ہیں، صلیبی اُن سے تفتیش کرتے ہیں اور وہ سالہا سال جیلوں میں گزارنے کے بعد شہید کر دیے جاتے ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اِن دونوں کا عقیدہ اور منہج ایک ہو اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ دونوں اسلام اور جہاد کے دعووں میں سچے ہوں بلکہ اِن میں سے ایک اپنے دعوے میں جھوٹا اور ایک سچا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تنظیمیں عقیدے، اخلاقیات اور مالی طور پر بے شمار خرابیوں کا شکار ہیں۔

اِن باطل جماعتوں نے لوگوں کو طاغوتی پارلیمنٹ اور شرکیہ دستور کو اختیار کرنے اور پاکستانی ریاست کے دفاع اور استحکام کیلئے ابھارا، حالانکہ یہ جانتے تھے کہ کتاب وسنت میں انکو طاغوت سے کفر اور اس سے اور اس کے انصار سے براءت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اِنہوں نے ولاء وبراء (دوستی و دشمنی) کے عقیدے کو پس پشت ڈال دیا اور طواغیت، اُنکی فوج، انٹیلی جنس اور پولیس کے ایجنٹ بن کر موحّد مجاہدین کے خلاف اُن سے تعاون شروع کر دیا۔ یہ مجاہدین کے رازوں کی کھوج میں لگ گئے، اُنکی جاسوسیاں کیں اور

اُنہیں مرتد پاکستانی ایجنسی کے ہاتھوں گرفتار کروایا جبکہ پاکستانی ریاست کے کفریہ افعال پر یہ گونگے شیطان بن گئے بلکہ پاکستانی حکومت کی پرجوش حمایت اور مدد کرنے لگے۔

اِن تنظیموں کے قائدین، عام لوگوں سے اسلام اور جہاد کے نام پر چندہ اکٹھا کر کے بڑی بڑی گاڑیوں، دفتروں اور پرتعیش گھروں میں رہنے لگے جبکہ بعض نے کھلی کھلی خیانت کرتے ہوئے اِن پیسوں سے اپنے بینک اکاونٹوں کو بھر لیا۔ عام نوجوانوں کو انہوں نے ہندوستان کے زیر قبضہ کشمیر میں جنگ کے لیے بھیجا لیکن خود اِن جماعتوں کے قائدین یا اُن کی اولادیں باطل طریقے سے جمع کیے گئے اموال پر عیش کرتے رہے اور خود کبھی بھی اِس جنگ میں شرکت کے لیے نہیں گئے۔ اِس کے علاوہ مال و دولت کی فراوانی سے اِن تنظیموں کے قائدین بہت سی اخلاقی خرابیوں میں بھی مبتلا ہو گئے۔

تو پھر نجات کا کیا راستہ ہے؟

بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی نصرت اور مدد کرتا ہے اگر وہ توحید کو مضبوطی سے پکڑ لیں، یعنی اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور اُسکے سوا تمام باطل معبودوں کا انکار اور کفر کریں، اور یہی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة:256) (پس جو کوئی طاغوت کا انکار کر دے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اس نے درحقیقت ایک ایسے مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا، جو کبھی نہیں ٹوٹے گا، اور اللہ بڑا ہی سننے والا اور جاننے والا ہے) اور فرمایا: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد:19) (پس جان لو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں) اور فرمایا: رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (مریم:65) (آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو چیز اِن کے درمیان ہے سو اُسی کی عبادت کرو اور اُسی کی بندگی پر ثابت قدم رہو، کیا تیرے علم میں کوئی دوسرا بھی اس کا ہم نام ہے؟)

"لا إله إلا الله محمّد رسول الله" کے کلمے کا معنی

پس سمجھ لو کہ "لا اله الا الله محمّد رسول الله" کے کلمے کے دو حصے ہیں۔

پہلے حصے "لا اله الا الله" میں تمام معبوداتِ باطلہ اور طواغیت کی عبادت کی نفی ہے اور صرف اللہ کے معبود برحق ہونے اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرنے کا اقرار ہے۔ اور طاغوت کیا ہے؟ ابن قیم رحمہ اللہ نے طاغوت کے بارے میں فرمایا: طاغوت ہر اس باطل معبود، مطاع یا متبوع کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ اپنی حد سے نکل جائے، پس ہر قوم کا طاغوت وہ ہے جسکی طرف وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے علاوہ تحاکم / فیصلے کے لیے جائیں، یا وہ ہے جسکی وہ قوم اللہ کے علاوہ عبادت کرتی ہو یا وہ جسکی اتباع اللہ کی جانب سے کسی بصیرت (دلیل) کے بغیر کی جائے، یا وہ جنکی اطاعت اُن امور میں کی جاتی ہے جن کے بارے میں لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ اصل میں اللہ کی اطاعت کے امور ہیں (اعلام الموقّعين)۔

طاغوت کا کفر اور اُس سے براءت کے بارے میں شیخ محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر بالطاغوت کی حقیقت یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھا جائے، غیر اللہ کی عبادت کو ترک کیا جائے، اُن سے بغض رکھا جائے، غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی تکفیر کی جائے اور اُن سے دشمنی کی جائے۔

اللہ پر ایمان کا یہ معنی ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اکیلا اللہ ہی اِلٰہ اور معبود ہے، اُسکے سوا کوئی بھی معبودِ حقیقی موجود نہیں اور عبادت کی تمام اقسام کو اللہ کے لیے خالص کر لیا جائے، غیر اللہ سے عبادت کی تمام انواع کی نفی کی جائے اور اہلِ اخلاص (اللہ کی خالص عبادت کرنے والوں) سے محبت کا تعلق رکھا جائے، اُنکی حمایت و نصرت کی جائے اور اہل شرک سے بغض و

کشمیر کے نام پر لڑنے والی تنظیمیں جمہوریت اور وطنیت کے شرک میں لتھڑی ہوئی ہیں



دشمنی رکھی جائے۔(رسالة فی الطاغوت)

اسی طرح شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے ایک اور جگہ فرمایا: کفر بالطاغوت کا معنی یہ ہے کہ تو غیر اللہ میں سے جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن سے براءت کر، چاہے وہ جن ہوں یا انسان یا پتھر، درخت، وغیرہ کچھ بھی ہوں، اُن کی گمراہی اور کفر کی گواہی دے، اُن سے بغض و نفرت رکھ چاہے وہ تیرے باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں، اور جو یہ کہے کہ: میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا، لیکن میں قبروں پر بنی عمارتوں اور اِن میں بیٹھے پیشواؤں (اور گدّی نشینوں) اور اسی طرح کے دیگر امور کی مخالفت نہیں کرتا تو یہ شخص لا الہ الا اللہ کے قول میں جھوٹا ہے، اور یہ شخص اللہ پر ایمان نہیں لایا اور اِس نے طاغوت کا کفر نہیں کیا)(مجموعة الرسائل والمسائل النجدية:4 / 33)اور کہا: بلکہ اللہ کے سوا پوجے جانے والے باطل معبودوں اور طواغیت سے براءت کیے بغیر اور اُنکی تکفیر کیے بغیر کسی کا اسلام صحیح نہیں ہو سکتا(الدرر السنية:10/53)

جان لو، اللہ تم پر رحم کرے، کہ یہی تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کی دعوت رہی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْولَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (النحل:36)(اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول اس دعوت کے ساتھ بھیجا کہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو تو ان میں سے کچھ کو اللہ نے ہدایت بخشی اور ان میں ایسے بھی ہوئے جن پر ضلالت مسلط ہو کے رہی تو ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ کیا ہوا جھٹلانے والوں کا انجام)

پس اپنی تمام عبادات، جہاد و قتال، جینا، مرنا اور سب کچھ اللہ کے لیے خالص کر لو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الانعام:162)(کہہ دو میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے)، جان لو کہ اللہ غیرت والا ہے اور اُسکا کوئی شریک نہیں، پس جس عمل میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا گیا یا اُس عمل سے غیر اللہ کی رضا چاہی گئی تو یہ عمل ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ عمل کرنے والا خسارے میں رہے گا۔

کلمے کے دوسرے حصے "محمّد رسول الله" کا معنی: یہ ہے کہ یہ گواہی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہ تقاضا کرتی ہے کہ حکم اور نہی کے تمام امور میں اُنکی اتّباع کی جائے، اُنکی سنت کے پیچھے پیچھے چلا جائے، کتاب و سنّت سے ہی فیصلے کروائے جائیں، اُنکی عزت و توقیر کی جائے، ہر انسان اور ہر چیز سے بڑھ کر اُن سے محبت کی جائے اور اُن کی عزت کا دفاع کیا جائے۔

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے کتاب التوحید کی شرح میں فرمایا: (وأن محمداً عبده ورسوله) یعنی یہ گواہی کہ بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اُسکے رسول ہیں، یعنی صدق و سچائی اور یقین کے ساتھ گواہی، اور ایسی گواہی تقاضا کرتی ہے کہ اُنکی اتّباع کی جائے، اُنکا کسی چیز کا امر کرنے یا کسی چیز سے روکنے کے حکم کی تعظیم کی جائے، اُنکی سنّت پر چلنا لازم کر لیا جائے، کسی اور کے قول سے اُنکی مخالفت نہ کی جائے، کیونکہ نبی ﷺ کے علاوہ ہر ایک سے خطاء ہو سکتی ہے جبکہ نبی ﷺ کو اللہ نے خطاء سے بچا لیا ہے اور اُنکی اطاعت کرنے اور اُنکا اسوہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اُنکی اطاعت ترک کرنے پر وعید سنائی ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: {وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ }[الأحزاب/36](کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اس معاملے میں فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے) اور فرمایا: {فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ }[النور/63](لہٰذا جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے)، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے کہ اگر کوئی اُنکے (نبی ﷺ) کے بعض اقوال کو ردّ کر دے تو اُسکے دل میں ٹیڑھ پیدا ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے (قرة عيون الموحدين، ص26)

ولاء و براء (دوستی و دشمنی کا عقیدہ)

ولاء و براء (دوستی اور دشمنی) کا عقیدہ دینِ اسلام کے عظیم اصولوں اور راسخ ترین بنیادوں میں سے ایک ہے اور کسی شخص کی توحید اُس وقت تک حقیقت نہیں بنتی جب تک وہ اللہ کے لیے دوستی، اللہ کے لیے دشمنی، اللہ کے لیے محبّت اور اللہ کے لیے بغض نہ رکھے، پس موحّد اور مومن اہلِ اسلام سے دوستی رکھتا ہے اور اُنکی نصرت کرتا ہے اور اہلِ شرک سے دشمنی کرتا ہے، اُن سے بغض رکھتا ہے، اُن کے خلاف جہاد کرتا ہے اور اُن سے براءت کرتا ہے۔

کتاب و سنّت میں توحید کے وجوب اور شرک کے ردّ کے بعد، ولاء و براء کے عقیدے پر دلائل سب سے واضح اور سب سے زیادہ ہیں۔ اِسی طرح نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار اس عقیدے کے تذکرے سے بھرے پڑے ہیں۔

لیکن اِس دور کے طواغیت کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر ممکن طریقے سے اِس عقیدے کے خلاف جنگ برپا کی جائے، پس اُنہوں نے مسلمان، کافر

اور تمام بنی نوع انسان کے درمیان پر امن بقائے باہمی کے نظریے کو رواج دیا اور وطنیت و قومیت کی بدعت گھڑی جس کے تحت دوستی، محبت اور نصرت کا حق صرف ہم وطن اور ہم قوم کا ہے، چاہے وہ بڑے سے بڑا کافر ہی کیوں نہ ہو۔اِسی طرح اُنہوں نے حربی کافر اصلی کو اہل عہد اور اہل ذمّہ کہ کر اُنکے احترام کو فروغ دیا جبکہ مرتدین کے احترام کے لیے دین اور عقیدے کی آزادی کے باطل نظریے کا استعمال کیا۔اِس کے برعکس طواغیت نے موحدین کو ہر قسم کی تکلیف پہنچائی، حتی کہ یہ وقت آن پہنچا کہ طواغیت کے زیرِ تسلّط علاقوں میں موحدین کو یا تو قتل کر دیا گیا، یا قید کر لیا گیا یا وہ دربدری کا شکار ہیں۔اِن طواغیت نے علماء سوء کو استعمال کرتے ہوئے دین کے مفاہیم کو خلط ملط کر دیا اور لوگوں کا حال یہ ہو گیا کہ وہ اسلام سے انتساب تو رکھتے ہیں لیکن اِسکے بنیادی اصول تک نہیں جانتے!

نبی ﷺ، ولاء و براء کے عظیم عقیدے پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لیا کرتے تھے۔جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس گئے تو آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔آپ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔اور شرطیں آپ خود بتا دیجیے کیونکہ آپ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھ سے بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ وحدہ کی عبادت کرے گا، نماز قائم کرے گا، زکاۃ ادا کرے گا، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے گا اور مشرکین سے جدا رہے گا (رواہ احمد والنسائی)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: (اَلوَلَايَةُ) یعنی دوستی (العَدَاوَة) یعنی دشمنی کا متضاد ہے۔الوَلَايَةُ کا اصل معنی محبت اور قربت ہے۔اس کے برعکس العداوۃ کا اصل معنی نفرت اور دوری ہے۔الوَلِيُّ کا معنی القریب یعنی قریبی ہے۔عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ هٰذَا يَلِي هٰذَا اس عبارت کا مطلب ہے کہ یہ چیز اس چیز کے بالکل قریب ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: { مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ } (الفتح:29)(محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں) اور فرمایا: {قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ } (الممتحنة:4)(بیشک تمہارے لیے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے ہمراہ تھے جبکہ ان لوگوں نے اپنی قوم والوں سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ان سب سے بیزار ہیں، ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ)۔ نیز نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے دشمنی کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے نہ دیا تحقیق اس کا ایمان مکمل ہو گیا (ابو داؤد، حاکم) ،اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی ہو، اللہ کے لیے دشمنی ہو، اللہ کے لیے محبت ہو اور اللہ کے لیے بغض ہو (طبرانی)۔

شیخ عبد اللطیف بن شیخ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مومن سے ولاء کی علامت یہ ہے کہ اُن سے اُن کے مؤمن ہونے کی وجہ سے محبت کی جائے، اُن کی نصرت کی جائے، اُن کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ رکھا جائے، اُن کے لئے دُعائیں کی جائیں، ملاقات پر اُنہیں سلام کہا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، فوت ہونے پر جنازہ میں شرکت کی جائے، بوقت ضرورت اعانت کی جائے اور شفقت و محبت کا برتاؤ کیا جائے وغیرہ۔۔۔

جبکہ کفار سے براءت کی علامات یہ ہیں کے ان کے ناپاک و نجس دین کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا جائے، اُن سے علیحدگی اختیار کی جائے، اُن کی طرف کسی قسم کا قلبی جھکاؤ اور میلان نہ ہو، نہ ہی اُن کے کسی کارنامے پر خوش ہو جائے، اُن سے کسی بھی قسم کی تشبیہ اختیار کرنے سے یکسر گریز کیا جائے

اہل کشمیر سے دھوکا کرنے والے مرتد راہنماؤں کے نزدیک اسلام کی ذرا بھی اہمیت نہیں





بلکہ شریعت نے جن چیزوں میں انکی مخالفت اختیار کرنے کی تلقین کی ہے ان میں پوری شد و مد کے ساتھ اُن کی مخالفت کی جائے، اُن سے مال، زبان اور تلوار کے ساتھ جہاد کیا جائے، اسی طرح دیگر بہت سے ایسے اُمور ہیں جو اُن کے ساتھ اظہار عداوت کے کا تقاضا کرتے ہیں۔۔۔ (الدرر السنية)

اور شیخ محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ نے کلمہ توحید پڑھنے لیکن درحقیقت کلمے کی مخالفت کرنے والوں کی اقسام کے بارے میں فرمایا: بعض لوگ اکیلے اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن شرک کا انکار نہیں کرتے، نہ ہی اہلِ شرک سے دشمنی کرتے ہیں، اور بعض اُن سے دشمنی کرتے ہیں لیکن اُنکی تکفیر نہیں کرتے۔۔۔ اور بعض — اور یہ سب سے زیادہ خطرے میں ہیں — توحید پر تو عمل کرتے ہیں لیکن اُسکی قدر نہیں جانتے، نہ ہی توحید کو ترک کرنے والے سے نفرت و بغض رکھتے ہیں، نہ ہی اُسکی تکفیر کرتے ہیں، اور بعض شرک کو ترک کرتے ہیں اور اس سے کراہت کرتے ہیں، لیکن اِسکی خطرناکی کو نہیں جانتے، اور اہلِ شرک سے دشمنی نہیں کرتے، نہ ہی اُنکی تکفیر کرتے ہیں؛ تو یہ سب انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی تعلیمات اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی مخالفت کر رہے ہیں، واللہ اعلم) (الدرر السنية 2/22)

پس اے کشمیر میں اہلِ توحید! جمہوریت اور اِس کے رواج دینے والے پاکستانی، ہندوستانی اور تمام طواغیت سے براءت کرو جو جمہورت کی نشر و اشاعت کرتے ہیں اور اِسے بزور قوت نافذ کرتے ہیں۔ اپنے اعمال اور اپنی تمام کوششوں کو اللہ کے لیے خالص کرلو اور اپنے ہر عمل میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرو۔

جماعت اور خلافت کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (*) وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (*) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ} (آل عمران:103تا105) (اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب تم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آچکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے)۔



کشمیر کے مرتد سیاسی راہنما خود قید ہیں تو کشمیر کو کیسے آزاد کروائیں گے؟

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ ہو گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد خیر کا زمانہ آئے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر میں کمزوری ہو گی۔ میں نے پوچھا کہ کمزوری کیا ہو گی؟ فرمایا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں اچھی ہوں گی لیکن بعض میں تم برائی دیکھو گے۔ میں نے پوچھا کیا پھر دور خیر کے بعد شر کا دور آئے گا؟ فرمایا کہ

ہاں جہنم کی طرف سے بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے‘ جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انہیں جھٹک دیں گے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! ان کی کچھ صفت بیان کیجئے۔ فرمایا کہ وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان عربی بولیں گے۔ میں نے پوچھا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ مجھے ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو؟ فرمایا کہ پھر ان تمام لوگوں سے الگ ہو جاؤ خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے) (متفق علیہ)۔ خلیفہ کی بیعت اور جماعت کے ساتھ رہنا یہ اتنا بڑا امر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بار بار تاکید کی اور قرآن وسنت میں اس کا بار بار ذکر کیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جماعت کو لازم پکڑو اور گروہ بندی سے بچو (رواہ احمد) اور فرمایا: میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے حکم دیا ہے (۱) جماعت کا (۲) امیر کی بات سننے کا (۳) بات ماننے کا (۴) ہجرت کا (۵) اور جہاد فی سبیل اللہ کا، کیونکہ جو شخص بھی ایک بالشت کے برابر جماعت المسلمین سے خروج کرتا ہے، وہ اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ اتار پھینکتا ہے، الا یہ کہ واپس جماعت کی طرف لوٹ آئے اور جو شخص زمانہ جاہلیت کے نعرے لگاتا ہے، وہ جہنم کا ایندھن ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ وہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا اگرچہ وہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو، سو تم مسلمانوں کو ان ناموں سے پکارو جن ناموں سے اللہ نے اپنے مسلمان بندوں کو پکارا ہے (رواہ احمد)

سوائے کشمیر میں اہل اسلام! جان لو کہ یہ احکام خلیفہ اور خلافت کے متعلق ہیں، سو اللہ نے دولتِ اسلامیہ پر اپنا انعام اور فضل فرماتے ہوئے زمین میں تمکین دی اور اِسکے شہسواروں کو یہ توفیق دی کہ وہ خلافت کا قیام کرسکیں، پس انہوں نے امت کا معاملہ آلِ رسول ﷺ میں سے شیخ ابو بکر البغدادی حفظہ اللہ کے حوالے کیا جنہوں نے نبی ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہترین طریقے پر اُنکی پیروی کرنے والوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کو متحد کیا، شریعت کا نفاذ کیا، کافروں، مشرکوں اور مرتدین کے خلاف جہاد کیا، مسلمانوں کو دوبارہ شرف اور عزت سے روشناس کرایا کہ جیتے ہیں تو عزت سے اور انکی موت اللہ کی راہ میں ہوتی ہے۔ پس اٹھو اور امیر المومنین کی بیعت کرو، اپنی صفوں کو دوبارہ ترتیب دو اور خلافت کے جھنڈے تلے دوبارہ قتال کا آغاز کرو۔ جان لو کہ خلافت کے قیام کے ساتھ ہی دنیا میں تمام جماعتوں اور تمام تنظیموں کی حیثیت باطل ہوگئی ہے کیونکہ مسلمانوں کا ایک امام، ایک ریاست اور ایک جھنڈا ہوتا ہے، پس اِن تمام جماعتوں اور تنظیموں میں شمولیت اور انکی اطاعت صریح گمراہی ہے اور دنیا اور آخرت میں خسارے کا سودا ہے۔

دنیا اور آخرت میں سعادت و کامیابی کا عملی راستہ: جہاد و قتال

اے موحدو جان لو کہ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں، کیا تمہارے خالق، مالک، رازق، مولیٰ اور مددگار کا یہ فرمان تمہارے لیے کافی نہیں: إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (آل عمران:160) (اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا۔ لہذا مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے)، پس جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اسے اللہ پر ہی بھروسہ اور توکل رکھنا چاہیے اور اسی سے تمام امیدیں رکھنی چاہیں اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں کھانا چاہیے۔ نہ پاکستان، نہ ہندوستان، نہ جمہوری، نہ سوشلسٹ، نہ سیکولر، نہ لبرل، کوئی بھی دنیا اور آخرت میں تمہاری دستگیری اور مدد نہیں کرسکتا سوائے اللہ کے۔ سن لو اور جان لو کہ اللہ کی مدد کیسے حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحج:40) (اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا، بیشک اللہ یقیناً بہت قوت والا، سب پر غالب ہے) اور اللہ کی مدد کا معنی کیا ہے، اس بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحدید:25) (بلاشبہ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو کو نازل کیا، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں، اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت لڑائی (کا سامان) ہے اور لوگوں کے لیے بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے)۔ اور فرمایا: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج:41) وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم دیں گے اور برے کام سے روکیں گے، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضہ میں

ہے)۔پس یقین رکھو اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ کی مدد انہی کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور انکے لائے ہوئے دین کی مدد کرتے ہیں، جو اللہ کی راہ میں جہاد و قتال کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ انعام فرما کر اُنہیں زمین میں غلبہ اور تمکین دیتا ہے اور پھر وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں اور جان لو کہ سب سے بڑا منکر شرک ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی مدد کے مستحق ہیں اور یہی کامیاب رہیں گے۔

اللہ نے مومنین کی یہی صفت بیان کی ہے کہ: الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (النساء:76)(وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ باطل معبود کے راستے میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، بیشک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے)۔اور یہ حقیقت بھی ذہنوں میں مستحضر رہے کہ آپ کی بلندی و کامیابی کا راز اسی کتاب میں پنہاں ہے جس کی آیات سے ہم آپ کو یاد دہانی کروا رہے ہیں۔ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بنیاد پر (بعض قوموں کو) عروج اور ترقی عطا فرماتا ہے۔ اور بعض قوموں کو اس کتاب (کے پس پُشت ڈالنے) کی وجہ سے ذلیل و رُسوا کرتا ہے) (مسلم، احمد)

یاد رکھو کہ اللہ کے ہاں صرف اُسی شخص کا جہاد مقبول ہے جس کے عقیدے میں کجی نہ ہو اور جس کی نیت اللہ کے کلمے کو سر بلند کرنا ہو، ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سوال کیا کہ: ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لئے ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اُس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص اِس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوتا ہے کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے ' صرف وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے (مسلم)

سو جان لو کہ عزت، بلندی اور شرف تک پہنچنے کا راستہ، اللہ کی راہ میں قتال، کافر مشرک اور مرتد کا خون بہانے، قیمتی اور عزیز چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کرنے اور اللہ کے دین پر صبر و ثبات دکھانے سے ہو کر گزرتا ہے، یہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر اللہ کے کلمے کو بلند کیا جا سکتا ہے اور جو اللہ کے کلمے کو بلند کرے اور اُسکے لیے اپنی جان اور مال قربان کرے تو اللہ اُسکی نصرت کرتا ہے، اُسے غلبہ عطا فرماتا ہے اور اپنی جنتوں میں داخل کرتا ہے۔

اہل کشمیر میں مومنین اور موحدین کے نام پیغام

اے کشمیر میں اہل توحید! ہم آپکو خالص اور محکم دین کی طرف بلا رہے ہیں جس میں ذرا بھی کمی اور کجی نہیں، ہم آپکو دعوت دیتے ہیں کہ تمام طواغیت اور باطل معبودوں سے براءت کریں، اُن سے بغض و دشمنی رکھیں، اللہ کے لیے اپنے اعمال اور عبادات کو خالص کر لیں، نبی کی سنّت کو اپنے لیے واحد مشعل راہ بنالیں، خلافت اسلامیہ جو مسلمانوں کی جماعت ہے کے حسینی قریشی امیر کی بیعت کریں جیسا کہ زمین کے کونے کونے سے موحدین نے ایک امیر کی بیعت کر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی، خلافت کے جھنڈے تلے تمام طواغیت سے قتال اور جہاد کا آغاز کریں۔



بت پرست اپنے شرک کی وجہ سے انتہائی بزدل ہیں

اے توحید کے شہسوارو! ہندوستانی، پاکستانی اور عرب و عجم کے تمام طواغیت اور اُنکی فوجوں کو اِس حال میں مت چھوڑو کہ اُنکی سانسیں چل رہی ہوں یا وہ اپنے دفاع کی طاقت رکھتے ہوں، اُن پر گھات لگاؤ، اُن سے مقابلہ کرو اور اُن سے قتال میں شدّت اور سختی کو اپناؤ۔ پس جب دونوں صفیں آمنے سامنے آجائیں تو اُنکی گردنیں اُڑاؤ اور اُنکے جوڑ جوڑ پر کاری ضرب لگاؤ، اُنکی گاڑیوں کو تباہ کر دو، اُن پر حملہ کرو، اُنکی پناہ گاہوں میں اُن پر اچانک حملہ کرو اور اُن پر بارودی گاڑیاں اور بارودی جیکٹیں پھاڑو تا کہ وہ تمہاری جنگ کا مزہ چکھیں، قریب ہے کہ اللہ تمہارے مدد

کرے اور تم اُنہیں پیٹھ پھیر کر بھاگتا دیکھو۔ جان لو کہ تم سخت اور شدید فوجوں کا مقابلہ نہیں کر رہے بلکہ بت کے پجاریوں، گائے کا پیشاب پینے والوں، عزت کے سوداگروں اور مقابلے کے وقت پیٹھ پھیر کے بھاگنے والے بزدلوں سے تمہارا سامنا ہے، بلکہ یہ تو دیواروں اور کونوں کھدروں کے پیچھے چھپنے والے کمزور ترین اور مردود لوگ ہیں، پس اِن پر صحیح معنوں میں حملہ کرو، اِن کا محاصرہ کرو، اِن کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور آسمان و زمین کے نیچے ہر جگہ ہر طریقے سے اِنکا پیچھا کرو۔

اے توحید کی غیرت رکھنے والے مجاہدو! پوری دنیا میں علماء سوء اور فتنوں کی طرف دعوت دینے والوں کو قتل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤ، یہی ہیں جنہوں نے اللہ کے دین اور اُسکے اولیاء کو اذیتیں پہنچائی ہیں۔ اگر تم اُن میں سے کسی کو پالو تو تمہارا سایہ اُنکے سائے سے علیحدہ نہ ہو مگر اِس حالت میں کہ تم اُسے قتل کر چکے ہو، اِنہیں قتل کرو چاہیے وہ اپنے گھر میں اور اپنے اہل و عیال میں ہی ہوں۔ ابتداء اُن علماء سوء سے کرو جو مجاہدین سے کھلی دشمنی کرتے ہیں اور اُن سے قتال پر اُبھارتے ہیں یا اُن پر الحاد کا الزام لگاتے ہیں یا اُنہیں دین سے خارج بتاتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وقت آ گیا ہے کہ اِن سروں کو کچل دیا جائے، خبیث جانوں کو قتل کر دیا جائے اور اِنکی زبانوں کو کاٹ دیا جائے!

اے توحیدی شہسوارو! اے محمد بن مسلمہ کے پوتو! ہندوستانی "را" اور پاکستانی "آئی ایس آئی" کے اہلکاروں اور اُن کے لیے سونگھنے والے کتوں کی مانند کام کرنے والے جاسوسوں کو چن چن کر ہر جگہ پر ہلاک کرو، اِنکے بارے میں کسی قسم کا شک نہ کرو اور نہ ہی کسی ملامت کی پروا کرو، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنا دین نہایت سستے داموں فروخت کر کے اللہ کا عذاب خرید چکے ہیں، چاہے انکے نام مسلمانوں سے ملتے جلتے ہوں لیکن یہ مرتد ہیں اور اللہ کے دین سے نکل چکے ہیں جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، پس اِن آستین کے سانپوں کا سر کچل دو اس سے پہلے کہ یہ مرتدین تم پر اپنا وار کر گزریں اور جان لو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب ہے، اور اللہ اپنے دین اور مومنین کی لازماً نصرت کرے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا: وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ(المائدہ:56)(اور جو کوئی اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ان لوگوں کو دوست بنائے جو ایمان لائے ہیں تو یقیناً اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے)

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اہلِ کشمیر کے دلوں کو حق کی طرف پھیر دے، اُنکے دلوں میں ایمان کو جما دے اور اللہ، اسکے رسول ﷺ اور اہل ایمان کی محبت ڈال دے اور کفر کی نفرت پر انکو مضبوط کر دے اور اہل کفر و شرک کے بغض اور دشمنی پر انکو شدید کر دے۔ ہم اللہ العزیز الرحیم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انکی مشکلات کو دور کرے، انکی مدد و نصرت فرمائے، انکے دشمن طواغیت پر انکو غالب کر دے اور انہیں خلافت اسلامیہ کی بیعت کی توفیق دے کر اُنکو مضبوط کر دے، آمین یا رب العالمین

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
(اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)



ایک امام کی بیعت اور ایک جماعت کے تحت آنا ہی تمام مشکلات کا حل ہے

حمایت اور مدد کرنے والی بنو

نہ کہ عزم سے ہٹانے والی

جنگ، فتنوں اور سختیوں کے حالات میں غم اور پریشانیاں زیادہ ہوجاتی ہیں اور کلیجے منہ کو آنے لگتے ہیں۔ پس بعض لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ انکے ایمان اور اللہ سے حسنِ ظن کی وجہ سے ثابت قدم کر دیتا ہے اور بعض دوسرے قدموں کے بل پلٹتے ہوئے دین سے پھر کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے خیانت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ بلکہ اِن میں سے اکثر اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اُنکی کوشش ہوتی ہے کہ اپنی شکست کو دوسروں پر بھی تھوپ دیں اور وہ ایسی خبریں مسلمانوں میں پھیلاتے ہیں کہ وہ دشمنوں کی شان وشوکت سے مرعوب ہوجائیں۔ اُنکی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں سے خوفزدہ ہو جائیں اور اِس طرح وہ قتال اور کافروں سے آمنے سامنے کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہ سکیں۔

یہ کام منافقین کے مشہور کاموں میں سے ایک ہے جو کہ کمزور ایمان اور یقین نہ رکھنے والے مردوں، عورتوں کے درمیان پھیل جاتا ہے۔ جہاں تک مردوں کا تعلق ہے تو اِس بارے میں انکا کردار معروف ہے اور وہ ہم اوپر اچھی طرح بیان کر چکے ہیں۔ البتہ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو اُنکی مصیبت یہ ہے کہ یہ افواہوں کو منافقین کے گھروں اور اُنکی زبانوں سے اپنے گھر اور اپنے شوہر اور بچوں کے مابین منتقل کر دیتی ہیں اور اِس طرح جانتے ہوئے یا انجانے میں منافقین کے طرزِ عمل پر چل پڑتی ہیں۔

افواہیں پھیلانا منافقین کا کام ہے

افواہیں جھوٹی خبریں ہوتی ہے جن کے نتیجے میں فتنے اور افراتفری پھیلتی ہے۔ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: افواہ فتنوں کا طلب کرنا ہے اور جھوٹ اور باطل باتوں کا پھیلانا ہے تا کہ اِسکا (ناجائز) فائدہ اٹھایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر افواہوں اور اِنکے پھیلانے والوں کی مذمت کی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا (الاحزاب:18) (یقیناً اللہ تم میں سے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو جانتا ہے اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو بھی کہ ہماری طرف آجاؤ اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم) اور فرمایا: لَّئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا (*) مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا (الاحزاب:60،61) (اگر منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں غلط خبریں اڑانے والے باز نہ آئیں گے تو آپ کو ہم ان کے پیچھے لگادیں گے، پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہ پایں گے)۔ الجصاص نے احکام القرآن میں فرمایا: "اِس آیت میں دلیل ہے کہ مومنوں میں افواہیں پھیلانے والا اور اُن میں وہ باتیں پھیلانے والا جن سے اُنکو غم پہنچتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے تو ایسا شخص تعزیری سزا اور جلاوطنی کا مستحق ہے اگر وہ اپنے اِس عمل پر اصرار کرے اور اِس سے نہ رکے۔ یہ عموماً منافقین اور وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں دین کی ذرا بھی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی اور جن کے دلوں میں مرض ہوتا ہے، اور یہ مرض یقین کی کمزوری ہے۔ پس یہ لوگ کفار اور مشرکین کے جمع ہونے، انکے باہمی تعاون اور مسلمانوں کی طرف پیشقدمی کی افواہیں پھیلاتے ہیں جس کی وجہ سے کافروں کی شان وشوکت مسلمانوں کے دلوں میں بڑھ جاتی ہے اور اِس طرح وہ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُن کے بارے میں نازل کی ہے اور اگر وہ افواہیں اڑانے سے باز نہیں آتے تو خبردار کیا ہے کہ پھر انکو جلاوطنی اور قتل کی سزا دی جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اِس امر کے

بعض بیوقوف جو گمراہ ہو گئے اور دارالکفر واپس چلے گئے، وہ افواہیں پھیلا رہے ہیں





استشہادی ابو عمر المصلاوی کی اپنی اہلیہ کو یہ وصیت تھی کہ وہ ثابت قدم رہیں

بارے میں بتادیا کہ یہی اللہ کی سنت ہے اور اسی حکم کو لازماً اختیار کرنا چاہیے اور اِسی کی اتباع کرنی چاہیے"۔

پس افواہوں کے خطرات سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو افواہوں کے پھیلانے والوں سے ملنے جلنے اور ساتھ رہنے سے سے خبردار کیا، کیونکہ اُنکی باتوں سے مجاہدین کی صفوں میں کمزوری پھیلتی ہے اور جہادی صفوں کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی طاقت کو کم کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ (التوبة:47) (اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے لیے شروفساد میں اضافہ ہی کرتے، اور فتنہ پھیلانے کے ارادے سے تمہاری صفوں میں جھوٹی باتوں کے گھوڑے دوڑاتے، اور اب بھی تمہارے درمیان ان کے جاسوس موجود ہیں، اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے)۔ ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تبوک کے لیے روانہ ہو رہے تھے تو منافقین کے ایک گروہ نے مومنین کو خوفزدہ کرنے کے لیے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: کیا تم بنی اصفر (روم) کے جلاد سے مقابلے کو ویسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عرب ایک دوسرے سے لڑتے ہیں! یہ تو ایسا لگتا ہے کہ تمہاری وجہ سے کل ہم رسیوں میں بندھے ہوں گے۔

تقدیر پر ایمان اور اللہ کے وعدوں پر یقین مومن عورت کی ڈھال ہے

اِس باب میں عورتوں کے احکام بالکل وہی ہیں جو مردوں کے لیے ہیں۔ پس مسلمان عورتوں میں سے جو کوئی ایسے فعل کی مرتکب ہوئی ہو، جیسے اپنے گھر والوں کو یا دوسرے مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا یا ایسی خبریں پھیلانا جو دلوں کی کمزوری کا باعث بنتی ہوں تو اُسے چاہیے کہ وہ اللہ سے اِن گناہوں پر استغفار کرے اور اللہ کے فیصلوں اور اُسکی تقدیر پر اپنے ایمان کی تصحیح کرے اور اللہ کے اِس قول کو اچھی طرح سمجھ لے: قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (التوبة:51) (کہہ دو ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا وہی ہمارا کارساز ہے اور اللہ ہی پر چاہیے کہ مومن بھروسہ کریں) اور نبی ﷺ کی اِس حدیث کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے جس میں آپ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچاسکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھالیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں" (احمد، ترمذی)۔

مسلمان عورت کو ہمیشہ چاہیے کہ جب بھی وہ افواہوں میں سے کچھ سنے، جیسے دشمن کی قوت کے بارے میں یا اُنکا ہم سے جنگ کے لیے نکلنے کے بارے میں یا اُنکے اسلحے، ساز وسامان اور تیاری کے بارے میں، تو اُسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے: الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (*) فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ (*) إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران:173 تا 175) (وہ لوگ کہ لوگوں نے ان سے

کہا کہ بیشک لوگوں نے تمہارے لیے (فوج) جمع کرلی ہے، سو ان سے ڈرو، تو اس (بات) نے انہیں ایمان میں زیادہ کر دیا اور انھوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ تو وہ اللہ کی طرف سے عظیم نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہیں پہنچی اور انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ یہ تو شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تو تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اگر تم مومن ہو)۔

پس مسلمان عورت کو چاہیے کہ افواہیں پھیلانے والوں اور منافقین کو "حسبنا الله و نعم الوکیل" (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) کا جواب دیں اور اُسے یقین ہونا چاہیے کہ اللہ کی مدد اُسکے بندوں کے لیے کافی ہے چاہے دشمنوں کی قوت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور اُسے ایمان رکھنا چاہیے کہ اُسے، اُسکے اہل و عیال کو اور تمام لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچ نہیں سکتی مگر وہی جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے تقدیر میں لکھ دیا ہے اور اُسے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ شیطان صرف اپنے دوستوں کو ہی خوفزدہ کر سکتا ہے اور مومنین پر اُسکا کچھ داؤ نہیں چلتا۔

امّ المومنین خدیجہ بن خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی

اِسی طرح مجاہدین کی بیویوں، ماؤں اور بہنوں پر یہ زیادہ واجب ہے کہ وہ گھر میں اُن کے لیے پشتی بان اور مددگار بنیں اور منافقین کی باتوں اور افواہوں کے خلاف اُنکی مدد کریں، اُن سے وہی بات کریں جس سے وہ ثابت قدم ہو جائیں اور اُنکے دل مطمئن رہیں۔ اِس معاملے میں مومن عورتوں کے واقعات میں سے بہترین قصہ، اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے جب نبی ﷺ کے پاس پہلی دفعہ جبریل علیہ السلام آئے تو آپ خوف کی حالت میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اُنہیں کہا "مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو"، تو آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں کمبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپکا خوف جاتا رہا تو آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ واقعہ بتایا اور اُن سے فرمایا: مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے، تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کا خیال ہرگز صحیح نہیں ہے۔ اللہ کی قسم آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ رشتوں کو جوڑنے والے ہیں، دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، محتاجوں کی مدد کرنے والے ہیں، مہمانوں کا اکرام کرنے والے ہیں اور حق کا ساتھ دینے والے ہیں۔۔۔ (بخاری، مسلم)

اور خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی تھیں، اور اپنی وفات تک وہ آپ ﷺ کا بوجھ بانٹتی رہیں اور اُنکے عزم کو تقویت دیتی رہیں، اسی لیے مشکل وقت میں اُنکے اِن عظیم اعمال پر نبی ﷺ کے دل میں اُنکی محبت ہمیشہ باقی رہی اور آپ ﷺ نے انکے بارے میں فرمایا: وہ مجھ پر اُس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا اور میری تصدیق اُس وقت کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور مجھے اُس وقت مال دیا جب لوگوں نے مجھ سے روک لیا (احمد)

اسماء بنت ابی بکر نے اپنے بیٹے کو صبر کے ساتھ موت کی طرف روانہ کیا

انہی تابندہ مثالوں میں سے ایک، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی مثال ہے جب آپکے بیٹے اور خلیفۃ المسلمین عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ مکّہ میں باغیوں کے لشکر نے کر لیا جس کی قیادت حجاج ثقفی کر رہا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ پر اُنکی دی ہوئی تکلیفیں شدید ہو گئیں تو آپ اپنی والدہ کے پاس جنگ کے لیے نکلنے کے بارے میں مشورہ کرنے آئے اور کہا: لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ میرے اپنے بیٹے اور میرے اہل و عیال نے بھی اور میرے ساتھ صرف تھوڑے سے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک گھنٹے سے زیادہ دفاع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اور یہ حملہ آور مجھے دنیا کی ہر چیز دینے پر تیار ہیں، تو آپکی کیا رائے ہے؟۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بچے اللہ کی قسم تم اپنے بارے میں بہتر جانتے ہو، اگر تم سمجھتے ہو کہ تم حق پر ہو اور حق کی طرف بلاتے ہو تو جاؤ اُن سے لڑو کیونکہ اِسی لیے تمہارے ساتھیوں نے لڑتے ہوئے جان دی ہے اور اپنی گردن کو اُنکے ہاتھ میں نہ دینا کہ بنو امیہ کے لڑکے تجھ سے کھیلیں، اور اگر تم دنیا کے طالب تھے تو تم ایک بدترین انسان ہو، تم نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور اُن کو بھی جو تمہارے ساتھ قتل ہوئے اور اگر تم یہ کہو کہ میں حق پر ہوں لیکن جب میرے ساتھیوں نے کمزوری دکھائی تو میں بھی کمزور ہو گیا، تو یہ آزاد اور شریف لوگوں کا کام نہیں، نہ ہی اہل دین کا، آخر دنیا میں کتنا جیو گے، قتل ہونا بہتر ہے۔

پس امیر المومنین آپکے قریب آئے اور آپکا سر چوما اور کہا: اللہ کی قسم میری بھی یہی رائے ہے۔۔۔ لیکن میں نے پسند کیا کہ آپکی رائے معلوم کروں، پس آپ نے میری بصیرت کو مزید بڑھا دیا۔ دیکھو میری ماں مجھے آج سے ہی مقتول سمجھو تا کہ آپ کے غم میں مزید اضافہ نہ ہو اور سارا معاملہ اللہ کے سپرد اور حوالے کر دو۔ پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ وہاں سے پلٹے اور کہا:

بلاشبہ جب میں جب میں جان لیتا ہوں کہ یہ میرا دن ہے تو میں موت آنے پر صبر کرتا ہوں

اور صرف آزاد انسان ہی جانتا ہے کہ اُسکا دن قریب آ گیا ہے

جبکہ بعض لوگ یہ جان بھی لیتے ہیں، لیکن اِسکا انکار کرتے ہیں

جب انکی والدہ رضی اللہ عنہا نے اُنکا یہ قول سنا تو کہا: اللہ کی قسم تم صبر کرو گے، ان شاء اللہ، تمہارے باپ ابو بکر اور زبیر ہیں اور تمہاری ماں صفیہ بن عبد المطلب ہیں۔

یہی حال مومن بیوی کا اپنے شوہر کے ساتھ اور مومن ماں کا اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس وہ اپنے راستہ پر ثابت قدم رہتے ہوئے اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرتے ہیں اور اپنے ربّ کے احکام پر عمل کرنے کے لیے مستعد ہوتے ہیں اور باذن اللہ اُنکی ماؤں اور بیویوں کے لیے اُنکے عمل کے اجر میں حصہ ہو گا۔

اثنا عشری امامیہ رافضی

تخیلاتی امام سے
طواغیت کی حکومت تک

اِسلامی ریاست کا قیام۔۔۔نبوی منہج اور گمراہی کے راستوں کے مابین تقابل (حصہ چہارم)

اِس سلسلے کی پچھلی اقساط میں ہم رافضیوں کے امامت الٰہیہ کے باطل نظریے اور اِس سے برآمد ہونے والی دیگر کفریہ بدعات وخرافات جیسے وصیت، نص، تقیہ، بداء، غیبوبیت اور رجعت (واپسی) وغیرہ کی بنیاد پر اُنکے دین میں ہونے والے ارتقاء کی تاریخ پر روشنی ڈال چکے ہیں۔

اِس قسط میں ہم باذن اللہ اِس امر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح روافض "امامتِ الٰہیہ" کے خودساختہ نظریے سے کھلواڑ پر مجبور ہوگئے جسے اُنہوں نے اسلامی ریاست کے قیام کیلئے لازم قرار دیا تھا۔ اور یہ بھی جاننے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح انہوں نے یکے بعد دیگرے اپنے باطل نظریات میں ترمیم کرکے اُسے نظریہ ولایت فقیہ (یعنی حکومت فقیہ) تک پہنچا دیا جو اُن کے سیاسی نظریے کے سراسر متضاد اور اُس کا نقیض ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے جس پر آج کی شرکیہ ایرانی ریاست قائم ہے اور وہ پوری دنیا میں بلادُ المسلمین پر اِس نظریے کو نافذ کرنے کیلئے کوشاں ہے۔

اگرچہ رافضیوں کا گمان یہ ہے کہ اُن کا (باطل) دین آسمانوں سے وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اور اُن سے سلسلہ وار سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اُنکی اولاد کے ذریعے اُن تک پہنچا ہے جسے انہوں نے بعد میں کتابوں میں لکھ کر لوگوں تک پہنچایا؛ لیکن اِس کے برعکس اکثر محققین یہ ثابت کرچکے ہیں کہ یہ (باطل) دین اِن کے علماء نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ



مجاہدین کی طرف سے نشانہ بنائی گئی حسن عسکری کی قبر پر بنی شرکیہ عمارت

کی اولاد میں سے جن کے بارے میں یہ امامت اور عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں، اُن کی وفات کے بعد لکھا ہے، اور اِنہی علماء نے بارہویں امام کو خود سے گھڑ کر اُسے دورِ غیبوبیت میں داخل کر دیا (یعنی روپوش قرار دے دیا) تا کہ وہ اِس تحریف سے اپنے مکروہ چہرے کو چھپا سکیں اور اپنی گرتی ہوئی عمارت کو تنکے کا سہارا دے سکیں۔ اِن رافضیوں نے منصب امامت کیلئے معصوم ہونا اور نص کو لازم قرار دیا تا کہ اِس طرح سے وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اُنکے بعد تمام خلفائے رسول ﷺ کی خلافت کو باطل قرار دے کر اُن کے خلاف خروج اور اُنکی تکفیر کو جائز قرار دے سکیں۔

اِنہوں نے اِسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اُنہوں نے عام مسلمانوں پر دین میں ایسی چیزیں لازم قرار دیں جن کے ذریعے سے وہ لوگوں کو اپنے اماموں کی بیعت کا پابند بنا سکیں اور اُنہیں رافضیت میں داخل کر سکیں تا کہ لوگ اُنکے دین میں داخل ہو کر اُنکے زعم کے مطابق مسلمان ہو جائیں۔

پس جس موضوع سے انہوں نے ابتداء کی وہ امامت کا موضوع تھا جسے انہوں نے دین کے اصولوں سے ایک اصول قرار دیا اور اُنکے نزدیک جو امامِ زمانہ کو نہ جانے اور نہ ہی اُس کی بیعت کرے تو ایسے شخص کا ایمان اُنکے ہاں معتبر نہیں۔ اِسی وجہ سے روافض کے ہاں بعض اماموں کے اصحاب کے ایمان کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ مومن تھے یا نہیں کیونکہ اُنکی وفات اُس وقت کے دوران ہوئی جب کسی امام کے تعین میں اختلاف چل رہا تھا۔

بلکہ رافضیوں نے اپنے مُتّبعین پر راہوں کو اُس وقت مزید تنگ کر دیا جب اُنہوں نے منصب امامت سے متعلق تمام احکامات کو بھی موقوف کر دیا جیسے اسلامی عدالت، حدود کا قیام، حسبہ (امر بالمعروف ونہی عن المنکر)، جہاد، جمعہ وغیرہ؛ اور کہنے لگے کہ یہ تمام مناصب امام یا امام جسے خود اپنا نائب مقرر کرے، اُسکے علاوہ کسی کیلئے جائز نہیں۔ اسکے علاوہ اُنہوں نے یہ بھی حرام کر دیا تھا کہ لوگ اُن حکّام سے اپنے فیصلے کروائیں جنہیں یہ "ظالم حکّام" کہتے تھے، یا اُن کی قیادت میں جہاد کریں، یا اُن کے پیچھے نمازِ جمعہ ادا کریں، یا اُنکو زکوۃ دیں۔

پھر انکی تحریف دین میں تشریع (یعنی شرعی قوانین وضع کرنے) تک جا پہنچی۔ اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کو کتاب اللہ (قرآن) اور سنت رسول ﷺ سے بلاواسطہ راہنمائی حاصل کرنے سے روک دیا اور اُن پر یہ لازم کر دیا کہ وہ صرف اپنے اماموں سے ہی دینی احکامات لیں۔ وہ یہ زعم کرنے لگے کہ اُنکے اماموں کا کلام، قرآنِ ناطق یعنی بولتا ہوا قرآن ہے اور جو قرآن مسلمانوں کے پاس مصاحف اور سینوں میں ہے وہ قرآن صامت یعنی خاموش قرآن ہے تا کہ اس حقیقت کا انکار کر سکیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد نئے شرعی احکامات آنے کا سلسلہ رُک چکا ہے، اور تا کہ اپنے اِس باطل زعم کو عام کر سکیں کہ کتنے ہی ایسے احکامات تھے جو اہل بیت کے ساتھ خاص تھے اور جنہیں آپ ﷺ کی زندگی میں ظاہر کرنے کی حاجت پیش نہیں آئی اور تا کہ لوگوں کو یہ باور کروا سکیں کہ اپنے اماموں کی طرف جو اقوال وافعال وہ منسوب کرتے ہیں وہ اُنہیں نبوت کے علم میں سے ورثے میں حاصل ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ اِس سے بھی زیادہ دور کی گمراہیوں میں بھٹک گئے اور یہ دعوی کر دیا کہ اُنکے اماموں پر ربّ تعالیٰ کی جانب سے وحی آتی ہے، تا کہ اُن کے اقوال (جو

وہ اماموں سے منسوب کرتے ہیں) وحی بن جائیں اور اُس سب کا حصہ بن جائیں جس کو اصول فقہ میں یہ اپنے تئیں "سنّت" کا نام دیتے ہیں۔ پس اُنہوں نے دین میں اجتہاد پر پابندی عائد کر دی اور اپنے اماموں کے سوا تمام مفتیوں کو اُنہوں نے شریعت وضع کرنے والا اور غیر اللہ کے حکم سے فیصلہ کرنے والا طاغوت شمار کیا۔

پس انہوں نے کتاب و سنت کی تفسیر و تشریح کو اپنے مزعوم اماموں کے اقوال تک ہی محدود کر دینے اور باطل باطنی تاویلات کی بنیاد پر وحی الٰہی کی تاویل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انکی بے لگام زبانیں کتاب و سنت کی تحریف و تکذیب تک جا پہنچیں۔ پس اُن کے نزدیک وہی سنت صحیح ہے جو ان کے مذہب کے موافق ہو اور اِسکی بنیاد وہ جھوٹا قول ہے جو اُنہوں نے جعفر (صادق) کے ساتھ منسوب کر رکھا ہے کہ "ما خالف العامة فهو الرشاد" یعنی جو عموم کے خلاف ہو وہی رشد و ہدایت ہے"۔ اور عموم سے اُنکی مراد اہل سنت والجماعت ہیں۔ بلکہ اُنہوں نے قرآن کے تحریف سے محفوظ ہونے کو اِس زعم میں جھٹلا دیا کہ اصحابِ رسول ﷺ نے اِسکی آیات میں تحریف کی اور اُن آیات کو حذف کر دیا جن میں سیدنا علی رضی اللہ اور اہل بیت کی امامت پر واضح نص موجود تھی اور اُن آیات کو بھی حذف کر دیا جن میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، بنو امیہ اور ہر اُس شخص پر لعنت تھی جو اُنکے گمان میں اُنکے (باطل) دین پر نہ ہو۔ انہوں نے اپنے اماموں کی طرف ایسا قرآن بھی منسوب کیا جو مسلمانوں کے قرآن کے علاوہ ہے اور پھر اِس مزعومہ قرآن اور مزعومہ سنّت پر اپنی اجارہ داری کا دعوی بھی کر دیا جس طرح اِس سے پہلے وہ اِنکی تاویل و تفسیر اور شانِ نزول کے متعلق اجارہ داری کا دعوی کر چکے تھے۔ لوگوں کو دینی عقائد میں اپنے اماموں کا محتاجِ کل بنانے کے بعد انہوں نے لوگوں کی دنیا کو بھی اپنے اماموں سے مرتبط کر دیا اور لوگوں کو عبادت میں شرک کی دعوت دینے لگے۔ رافضیوں نے لوگوں کو اپنے اماموں سے مدد اور دعا مانگنے کی دعوت دی، اُن کیلئے ذبح اور نذر و نیاز کے ذریعے اُنکا تقرب حاصل کرنے پر ابھارا اور اُن کی قبروں اور جن چیزوں کو وہ انکے آثار قرار دیتے تھے، اُن سے تبرک حاصل کرنے پر ترغیب دی تا کہ وہ اُن کے گمان کے مطابق اُنہیں مال و اولاد دیں، انہیں امراض سے شفاء بخشیں؛ یہ سب ڈھونگ اُنہوں نے اِس لیے رچایا تا کہ لوگوں کو اپنے مذہب اور جماعت سے جوڑے رکھ سکیں۔



رافضیوں کے طواغیت انہیں شرک کی تعلیم دیتے ہیں

اگرچہ امامت کے نظریے پر بننے والا یہ خود ساختہ دینِ رافضیت، اِسی طرح کے عجوبوں سے بھرا پڑا ہے، لیکن اِسکے بارے میں جو مثالیں ہم پیش کر چکے ہیں وہ اس کی قباحت کو جاننے کیلئے کافی ہیں۔

"امامتِ الٰہیہ" سے نیابتِ امام تک

رافضی تقریباً دو صدیوں تک امامت کے مسئلہ میں رد و بدل کرتے رہنے سے کبھی نہیں شرمائے، مگر اُن کیلئے سب سے زیادہ شرمناک مرحلہ وہ تھا جب اُنکے گیارہویں امام حسن (عسکری) بن علی (ھادی) کی وفات

اپنے پیچھے کوئی اولاد چھوڑے بغیر تیسری صدی ہجری کے درمیان ہو گئی؛ تواُس وقت انہوں نے اپنے خود ساختہ باطل نظریے کو بچانے کیلئے یہ قصہ گھڑا کہ حسن عسکری کا ایک بیٹا تھا جو رومی لونڈی سے پیدا ہوا اور اُسکی ماں نے اُسے حکمرانوں سے بچانے کی غرض سے چھپا دیا حتی کہ وہ بڑا ہو جائے۔ پھر اِس قصے کو مزید بدل کر یہ کہہ دیا کہ دشمن اُس تک پہنچ گئے تھے تو وہ اُن سے بھاگ کر عراق کے شہر سامراء کے ایک غار میں جا چھپا۔

پھر جب اُسکے چھپے رہنے کا عرصہ طویل ہو گیا اور اُن کے پیروکاروں کے سوالات بڑھنے لگے اور اُسے دیکھنے کی چاہت میں اضافہ ہو گیا تا کہ اُس سے دین سیکھ سکیں تو اِن جھوٹے دجالوں نے یہ کہہ دیا کہ وہ لوگوں سے چھپا ہوا ہے اور اُن کی نظروں سے اوجھل ہے اور اُسے اسکے نائب (عثمان بن سعید العمری) کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اِس شخص نے لوگوں کے درمیان ایسے خطوط نشر کئے جن کے بارے میں اُسکا یہ دعویٰ تھا کہ یہ خود ساختہ مہدی کے خط ہیں۔ اِن خطوط میں لوگوں کے سوالات کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ یہ (عثمان بن سعید العمری) اس مزعومہ مہدی کا نائب اور اُس کی طرف سے لوگوں تک امام کا علم پہنچانے والا اور اُن کے اموال میں سے خمس لینے والا ہے اور آخری بات سب سے اہم ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ آگے دیکھیں گے۔

اِس طرح بارہویں امام محمد (مہدی) بن حسن (عسکری) کے نائب کے ظاہر ہونے سے رافضیوں کے ہاں اماموں کا زمانہ اختتام پذیر ہوا اور زمانہ غیبوبیت شروع ہوا۔ اِس مرحلے کو امام کے نائبین کے موجود ہونے کے سبب غیبوبیت صغریٰ کا نام دیا گیا جو اِن کے اماموں کے قائم مقام ہوتے تھے اور رافضی طواغیت کے باطل نظریات اور فاسد اصولوں کا دفاع کرتے تھے۔

غیبوبیتِ صغریٰ کا یہ دور تقریباً ستر سال تک جاری رہا جس کے دوران چار لوگوں نے اُنکے غائب امام کی نیابت کی جن میں العمری کے بعد اہم ترین اُس کا بیٹا محمد ہے (امامت کے منصب کی مانند یہاں بھی ہم نیابت کے منصب کو وراثت میں منتقل ہوتا ہوا دیکھتے ہیں) جو اپنے منصب پر 40 سال تک فائز رہا، اُس کے بعد حسین النوبختی، پھر حسن المسیری جس کی وفات پر ۳۲۹ھ میں یہ مرحلہ بھی اختتام پذیر ہوا۔ اِس مرحلے کے اختتام کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ رافضی آخری نائب کی وفات کے بعد یہ سمجھ چکے تھے کہ غیبوبیت اور کسی مقام پر چھپے امام کی ڈھکوسلے بازی اب مزید نہیں چلے گی کیونکہ عموماً کسی انسان کی عمر اتنی لمبی نہیں ہوتی۔

پھر (غیبوبیت کبریٰ) کا مرحلہ شروع ہوا جس میں اُن کے بڑوں نے لوگوں کو امامِ غائب کے رہنے کی جگہ اور اُس کے ظہور کے وقت کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیا اور یہ مرحلہ اس دن سے لے کر آج تک اِسی طرح چل رہا ہے۔ پس روافض ایک ہزار سال سے کسی ظاہر امام کے بغیر ہی زندگی گزار رہے ہیں، البتہ اُن کے علماء اپنے اماموں پر جھوٹی حدیثیں گھڑتے چلے گئے اور کئی ذریعوں سے غیبوبیت کے چنگل سے نکلنے کی متعدد کوششیں کرتے رہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اِن کوششوں میں سب سے بڑی کوشش رافضی ایران میں ولایت فقیہ (یعنی فقیہ کی حکومت) کا نظام ہے۔ اِسی لئے ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ لوگ اِس دور میں ظہور کے وقت کے بارے میں بہت گفتگو کر رہے ہیں اور اِس سے اُن کا مطلب مہدی جس کے وہ منتظر ہیں کا ظہور ہے، تا کہ وہ ایک عادلانہ ریاست اسلامیہ کا قیام کرے اور اہل بیت کے دشمنوں (یعنی اہل سنت) سے انتقام لے اور (اُنکے گمان میں) زمین کو اُسی طرح عدل سے بھر دے جس طرح وہ اِس سے پہلے ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔

حیرت کے ہزار سال

رافضی طواغیت اپنی کرتوتوں کے برے نتائج کا شکار ہو گئے اور وہ خود "الوہی امامت" کے جال میں پھنس گئے جسے اُنہوں نے مسلمانوں کیلئے بچھایا تھا، اور اُنہوں نے جان لیا کہ جن زنجیروں سے انہوں نے بڑے عرصے تک لوگوں کی گردنیں باندھ رکھی تھیں اب وہ انہی کے گلے کا پھندہ بن کر رہ گئیں ہیں۔ پس جن چیزوں کو وہ امام کے ساتھ خاص کرتے تھے جیسے تشریع و اجتہاد، حکم و فیصلہ، حدود کا قیام، قتال، زکوٰۃ و خمس کی وصولی وغیرہ، اور کسی کو بھی یہ منصب سنبھالنے نہ دیتے تھے، اب خود اُن کو بھی امام کے غائب ہونے کی وجہ سے اِن تمام اعمال سے رکنا پڑا، اور چونکہ اُس کی موت واقع ہونا ناممکن ہے (انکے زعم میں) لہٰذا اُس کے بعد کسی دوسرے امام کو بھی یہ منصب نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ بارہویں امام پر اپنا بارہ امامی سلسلہ ختم کر بیٹھے تھے؛ نیز اس لیے بھی کیونکہ، نیابت کا دعویٰ ایک مشکل کام تھا کیونکہ نائب کے اختیارات اور مال کی ریل پیل بہت سے لوگوں کو پھسلا دینے والی چیزیں ہیں کہ وہ اس منصب کے حصول کیلئے دعوے کر دیں (اور حقیقتاً 4 مقبول نائبین کے دور میں 30 سے زائد ایسے نائب نکلے جن کا خود رافضی انکار کرتے ہیں، جو امام غائب کے نام پر اموال زکوٰۃ اور لوگوں سے خمس جمع کرتے رہے) پس ان کیلئے ضروری ہو گیا کہ کچھ نیا ڈرامہ رچایا جائے جو انہیں دین رافضیت پر قائم رہنے میں مدد فراہم کرے اور انکے بنیادی نظریے (امامت الوہیت) کو مزید تقویت بخشے۔

اور اس طرح عقیدۂ رافضیت اس عرصہ میں ایسا ڈگمگا گیا کہ اس کے اکثر لوگ اس باطل دین کو چھوڑ نکلے جو دینی و دنیاوی ہر اعتبار سے خرافات وتضادات سے بھرا پڑا تھا، اور تو اور اس دین کا ایک ایسا امام بھی تھا جس کا قصے کہانیوں سے باہر کوئی وجود نہیں تھا۔ لہٰذا انہی کے ایک جھوٹے طاغوت جسے یہ الصدوق (سچا) کہتے ہیں نے غیبوبیت کبریٰ کے ابتدائی حالات کا جسے یہ (زمانہ حیرت) کہتے ہیں، اپنے ایک قول میں کچھ اس طرح سے نقشہ کھینچا ہے: "مجھ سے اختلاف کرنے والے اکثر شیعہ غیبوبیت کی وجہ سے حیرت میں ہیں اور مہدی کے بارے میں وہ شبہے میں پڑ چکے ہیں" اور انکے ایک اور طاغوت "النعمانی" کا کہنا ہے "اس سے بڑی حیرت کی بات اور کیا ہوگی کہ اس عقیدے کی وجہ سے خلق کثیر اور جم غفیر دین سے باہر نکل گئے ہیں اور پیچھے چند ایک کے سوائے کوئی بھی باقی نہیں رہا؟! اور یہ لوگوں کے اِس عقیدے کے بارے میں شک میں پڑنے کی وجہ سے ہوا"۔

توقّفی اور حرکیّ

اس مرحلے میں "امامت الٰہیہ" کے نظریے میں سب سے اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ اب انتظار کا وہ نیا نظریہ گھڑا گیا جس کی تاویل میں یہ لوگ بھی بعد ازاں اختلاف میں پڑ گئے۔ اس میں پہلا فرقہ "توقفیوں" کا تھا جن کا نظریہ یہ تھا کہ امام غائب کے لوٹ آنے کے وقت تک تقیہ اختیار کر کے چھپے رہنا چاہیے، جبکہ دوسرا گروہ حرکیّوں کا تھا جن کا نظریہ یہ تھا کہ ایسے اسباب مہیا کئے جائیں کہ جو امام غائب کی واپسی کا سبب بنیں۔یعنی ایسی تمکین وقوت تیار کی جائے جس سے امام پر طاری اُس کے دشمنوں کا خوف زائل ہو اور وہ ظاہر ہو کر حکومت سنبھالے اور دین کو قائم کرے۔

پہلے گروہ (یعنی توقفیوں) نے اِس امر کو سختی کے ساتھ حرام قرار دیا کہ "اسلامی ریاست" کے قیام کیلئے کوئی بھی جدوجہد کی جائے، یا کسی بھی ایسے شخص کی اتباع کی جائے جو عصر غیبوبیت میں نکل کر اہل بیت کی حکومت لوٹانے کا دعویٰ کرے۔ اسی لیے اُنہوں نے محمد باقر کی طرف یہ قول منسوب کر رکھا تھا: "ہر وہ جھنڈا جو مہدی کے جھنڈے سے پہلے نکلے تو اُس کا نکالنے والا وہ طاغوت ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے اور ہر بیعت جو ظہور مہدی سے پہلے ہو وہ بیعت کفر ونفاق اور دھوکے پر مبنی ہے"۔

اِس گروہ کے پیروکاروں میں منہج (اِخباری) رائج رہا جس کو یہ جھوٹ اور بہتان لگاتے ہوئے منہجِ اہلِ حدیث سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اِس منہج میں علماء کے لیے اجتہاد ممنوع ہے اور اسی طرح جاہلوں کے لیے تقلید بھی منع ہے بلکہ سب کو اپنے (مزعومہ) آئمہ کے آثار کے پیچھے چلنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ اور اہل بیت پر بلکہ مہدی غائب پر بھی جھوٹ باندھنے میں حد کر دی۔ اسی لئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ دین رافضیت میں جو بدعات وخرافات، اور اسلام، قرآن اور اصحاب قرآن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پر جو طعنہ زنی موجود ہے اُس میں سے اکثریت اِسی (اخباری) گروہ کی کارستانیاں ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو پچھلی صدیوں کی تاریخ بھی نئے سرے سے لکھی اور اس میں وہ کچھ شامل کیا جو انکی خواہشات وعقائد کے موافق ہے۔ اس طرح ان رافضیوں اور ان میں سے بھی خصوصاً اخباریوں نے صرف فاسد بنیاد پر بنائے گئے اپنے دینِ "امامت الٰہیہ" پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے انسانی تاریخ کو نئے سرے سے لکھا تاکہ وہ اُن کے اِس باطل نظریے کی تائید کرے۔ بلکہ اِس میں مستقبل کی بھی ایسی تصویر کشی ہے جو ان کے باطل نظریے کے موافق ہو۔

لہٰذا اِس بناء پر اہل توقّف ماضی میں قائم ہونے والی ہر رافضی ریاست کے قیام کے بارے میں سُلبی وجامد موقف پر ہی قائم رہے، اور وصیت، نص، عصمت، انتظار وغیرہ کے نظریات کی بناء پر اِن تمام ریاستوں کی شرعی حیثیت کو کالعدم قرار دیتے چلے گئے کیونکہ یہ حکومتیں اُن کی شرائط پر قائم نہیں کی گئی تھیں۔ اسی طرح وہ ان ریاستوں کے حکمرانوں کی حکومتوں کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہے حالانکہ وہ دین رافضیت پر کاربند تھے اور انتظار مہدی کے عقیدے پر ایمان رکھتے تھے، اور حالانکہ وہ موانع بھی زائل ہو چکے تھے جن کی بنیاد پر یہ اپنے امام کے غائب رہنے کو حق بجانب ثابت کرتے تھے؛ اور وہ اِس طرح کہ بعض بادشاہوں نے رافضی طواغیت کے سامنے یہ مطالبہ رکھا کہ آپ امام مہدی سے کہیں کہ وہ ظاہر ہو جائیں تاکہ ہم یہ حکومتیں اُن کے حوالے کر دیں، لیکن اس پر بھی رافضی طاغوتوں نے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ظہور مہدی کی کچھ علامات ہیں جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔ جبکہ اس معاملے میں دوسری رائے رکھنے والے جو انتظار کے جمود کے قائل نہیں تھے، حالانکہ انکا امامت الوہیت کے باطل عقیدے کے تحت یہ ایمان تھا کہ ظہور مہدی سے قبل کوئی امام نہیں ہے لیکن وہ مخالفین کے دلائل کے سامنے اپنے جھوٹے قصے کہانیوں کا دفاع کرنے سے قاصر رہے اور اپنے پیروکاروں کے دباؤ کے تحت نظریۂ انتظار کے جمود کو توڑنے کیلئے مجبوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عقل پرستی پر قائم معتزلہ کا گمراہ منہج، اور تلقی، اجتہاد اور مناظرے میں انکے اصولوں کو اپنایا تاکہ یہ رافضی طواغیت جو اصولی کہلاتے ہیں، اب آہستہ آہستہ اپنے لئے اجتہاد کا دروازہ کھولیں، اپنے مقلدین بنائیں اور بعض اُن عبادات کو پھر سے عمل



رافضی ایران میں ولایتِ فقیہ کا نظام نافذ ہے

میں لائیں جنہیں توقّفی رافضیوں نے زمانہ غیبوبیت میں ساقط کر رکھا تھا جیسے نماز جمعہ، حسبہ، قتال، اقامت حدود، بلکہ ریاست و امامت بھی۔

نیابت فقیہ کا نظریہ

اس طرح سے "اصولی" رافضی، "امامت الٰہیہ" کا تالا توڑ کر اپنے لئے اجتہاد کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اُس گرہ کو کھول ڈالا جو "اخباری" طواغیت نے اُن پر لگا رکھی تھی۔ اور چونکہ وہ انبیاء اور اماموں کے علم کے سوا تمام کے علم کو ظنّی علم شمار کرتے تھے اور اُن پر عمل کی اجازت نہیں دیتے تھے، اس لیے اب اُنہوں نے ایسا نظریہ ایجاد کیا جو فقہاء کی مہدی کی نیابت کی اساس پر قائم تھا، اُس قول کی بناء پر جو اُن کے کسی امام کی طرف منسوب تھا کہ جو (اماموں) کے اقوال جانتے ہوں ان کی اطاعت جائز ہے۔ پس وہ اِس حوالے سے مہدی کے نائب قرار پائے۔ اور اُنکا نظریہ اعتزالی نظریہ لُطف (شفقت) کی بناء پر یہ قرار پایا کہ وہ (یعنی مہدی) انہیں سیدھی راہ پر لگاتا ہے اور انہیں غلطی سے باز رکھتا ہے، بلکہ بعض اوقات تو وہ ظاہر بھی ہوتا ہے تا کہ اگر وہ کسی غلطی پر اجماع کر لیں تو وہ اسکا توڑ اپنے کسی قول سے کر دے جسے وہ کسی معلوم یا مجہول فرد کے کلام میں ڈال کر اُن تک پہنچائے گا۔

درحقیقت "نیابت فقیہ" کا نظریہ اِس لئے بنایا گیا تھا کہ لوگوں سے مالِ خمس، جو امام کے غائب ہونے کے سبب ایک طویل عرصے سے موقوف تھا، اُسے وصول کیا جا سکے اور اسے اپنے اماموں تک پہنچایا جا سکے۔ سو اُن کا یہ دروازہ کھولنا محض لوگوں کا مال اِس حیلے سے بٹورنے کیلئے تھا کہ وہ امام مہدی مزعومہ کیلئے یہ مال جمع کر رہے ہیں تا کہ اُس کے ظہور پر یہ مال اُس کے حوالے کیا جا سکے یا اُس کی نیابت میں یہ مال اہل بیت پر خرچ کیا جا سکے اور اسے اپنے دین کی نشر و اشاعت اور اس کی تقویت میں لگایا جا سکے۔ پس اموال خمس کا دروازہ کھول لینے کے بعد ان رافضی طواغیت نے اپنے لئے تدریجاً ایک ایک کر کے سب بند دروازے کھول لیے حتی کہ اِس نظریے کے "الکرکی" نامی پرچاری نے یہ دعویٰ کر دیا کہ امانت دار فقیہ جو فتویٰ دینے کی شرائط پر پورا اترتا ہو، وہ امام مہدی کی طرف سے اس منصب پر فائز ہے۔

اور اس طرح یہ طواغیت اپنے اماموں کے مقام پر ڈیرہ جما بیٹھے اور اُن سے مشابہت اختیار کرنے لگے، اور آہستہ آہستہ وہ سارے اختیارات جو ابھی تک صرف اماموں کے ساتھ خاص تھے جیسے قانون سازی، اجتہاد، عدالت، حکومت وغیرہ، سب اپنے قبضے میں کرنے لگے اور (نیابت فقیہ) کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حکمرانوں سے فیصلوں اور حکومت چلانے کی اجازت اس علّت کی بناء پر لے لی کہ اگر وہ انہیں اجازت نہ دینگے تو مشرکین اور طواغیت بن جائیں گے کیونکہ وہ امام مہدی کے نائبین ہیں۔ بالکل یہی فعل اُن عیسائی پادریوں کا تھا جو یورپی ممالک میں حکمرانوں سے اس علّت پر فیصلوں اور حکومت کا جواز لیتے تھے کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نائب ہیں۔

نیابتِ فقیہ سے ولایتِ فقیہ تک

صفوی ریاست غالباً پہلی رافضی ریاست تھی جس میں رافضی طواغیت نے مہدی مزعومہ کی طرف سے نیابت کا کام سرانجام دیا اور طہماسپ بن اسماعیل الصفوی نے فیصلہ وحکومت اُن کے ایک شیخ الکرکی کو مہدیِ مزعومہ کی نیابت کرنے کے لیے اِس بات کے عوض سونپا کہ وہ اُسے یعنی طہماسپ صفوی کو بلاد فارس کے معاملات چلانے کی ذمہ داری سونپ



رافضیوں کے طواغیت مہدی کے نائب کے طور پر حکومت کرنے کا دعوی کرتے ہیں

دے تا کہ اُسکی حیثیت رافضیوں کی نظر میں قانونی ہو سکے اور تا کہ وہ دولتِ عثمانیہ کے خلاف رافضیوں کو اپنی صفوں میں داخل کر کے اُنکی مدد حاصل کر سکے اور اِسی طرح اپنے لشکر و انصار جو کہ قزلباش باطنی صوفی تھے، اُنکی نظروں میں بھی اپنا مقام بلند کر سکے۔

لیکن "مہدی کے نائب" کی جانب سے حکّام کو دی جانے والی یہ اجازت رافضیوں میں راسخ نہ ہو سکی کیونکہ اول تو حکمران ہی اس نظریے سے بھاگتے تھے، اور دوسرا یہ کہ "نیابتِ فقیہ" کے اصول پر اخباریوں اور اصولیوں کا آپس میں اختلاف تھا۔ نہ ہی اخباریوں نے اصولیوں کے اس نظریے کو تسلیم کیا تھا اور نہ وہ یہ تسلیم کرنے کو تیار تھے کہ اُن کی تقرری امام مہدی کی جانب سے ہے۔ مگر اِن سب اختلافات کے باوجود رافضی طواغیت اپنے پیروکاروں پر اپنا اثر و نفوذ اور حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بعد ازاں اُنہوں نے وہ طاقتیں بھی حاصل کر لیں جن کے ذریعے وہ حکمرانوں پر دباؤ ڈال سکتے تھے؛ جیسے اِس سے قبل وہ قاچاری حکمرانوں کے ساتھ یہی کچھ کر چکے تھے جس کے نتیجے میں اُنکی حکومت ختم ہو گئی۔ اِس کے بعد رافضی طواغیت اور حکمرانوں کے درمیان اختلاف و اضطراب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رافضی طاغوتوں نے ایک اور شوشہ کھڑا کر دیا کہ حکومت و سلطنت بلاواسطہ مہدی کے نائبین کے ہاتھ میں ہونی چاہئے اور پھر وہ لوگوں میں سے جسے چاہیں جتنا چاہیں حکومت میں سے حصہ دے دیں۔

پس اِس طرح جب رافضی اپنے طواغیت کی جانب سے وضع کردہ باطل نظریہ "امامت الٰہیہ" اور اس کی شرائط و نظریات جیسے "غیبوبیت" اور "انتظار" وغیرہ سے تنگ آ گئے تو وہ دھیمی آوازوں میں یہ کہنے لگے کہ اب ہمیں اِس "امامت الٰہیہ" کے باطل نظریے پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، یا کم از کم کچھ ایسی گنجائش نکالی جائے جس سے ریاست و حکومت قائم کرنے، تنازعات کو حل کرنے، سرحدوں کی حفاظت کرنے، زکاۃ و خمس اکٹھا کرنے اور اِسی طرح کے دیگر امور کی اجازت مل سکے جن کے بغیر کسی معاشرے کا چلنا ممکن نہیں۔ پس اس طرح رافضیوں کے اِس نظریے میں تبدیلی در تبدیلی ہوتی گئی، یہاں تک کہ "ولایتِ فقیہ" کے نظریے پر اُنکی آخری ریاست (باذن اللہ)، یعنی ایران کی شرکیہ ریاست قائم ہوئی جو آج دولتِ اسلامیہ کے خلاف جنگ برپا کیے ہوئے ہے۔

ان شاء اللہ اگلی قسط میں ہم اس نظریے یعنی "ولایت فقیہ" کی دور حاضر میں ایران کے طواغیت کی طرف سے کی گئی تطبیق پر روشنی ڈالیں گے۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں نفع بخش علم عطا فرمائے اور جو علم عطاء فرمایا ہے اُس سے ہمیں فائدہ پہنچائے اور صراط مستقیم کی جانب ہماری رہنمائی فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔



رمضان میں آخری عشرے کی عبادات

بخاری اور مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تہبند مضبوط باندھتے (یعنی اپنی کمر پوری طرح کس لیتے) اور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھےاور مسلم کی روایت میں ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں رسول اللہ ﷺ عبادت میں جو محنت کیا کرتے تھے وہ عام دنوں میں نہیں کیا کرتے تھے

رات کو جاگنا

یعنی رات کو نماز، تلاوت، ذکر اور دیگر عبادات میں صرف کرنا

اعتکاف

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں(متفق علیہ)

قرآن کی تلاوت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے (متفق علیہ)

شبِ قدر کی تلاش

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو(متفق علیہ)

گھر والوں کو جگانا

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے(رواہ ترمذی: حدیث حسن صحیح)

(مومنین میں ایسے مرد بھی ہیں)

ابو صباح المهاجر

ملیشیا سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان جو جہاد کے راستے پر ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گئے، ہم اُن کے بارے میں یہی گمان رکھتے ہیں اور اللہ اُنکا حساب لینے والا ہے۔آپ بھائیوں اور ساتھیوں میں تواضع و عاجزی اور دنیا سے عدم رغبتی کے حوالے سے مشہور تھے۔راتوں کو اللہ کی عبادت کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، قرآن کی تلاوت کرنے، اِسے حفظ کرنے اور اس پر غور وفکر کرنے والے تھے اور ارضِ جہاد میں یہی آپ کے روزمرہ کے معمولات تھے۔آپ کھانا پکانے بلکہ ہر کام میں بھائیوں کے ساتھ فراخدلی کے ساتھ تعاون کرتے تھے لیکن اِس سب کے باوجود آپ اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہ رہتے تھے۔آپ اسی طرزِعمل پر کاربند رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔آپ اپنے حسنِ اخلاق اور نرمی وشفقت کی وجہ سے تمام بھائیوں اور ساتھیوں کے نزدیک محبوب تھے جبکہ کافروں پر سختی اور شدّت کی بناء پر دشمنوں کو مطلوب تھے۔آپکے علاقے میں طاغوتی حکومت کے مجرمین آپکے عزم اور شدید جنگ کی صلاحیت کی وجہ سے خوفزدہ رہتے تھے۔

جب آپ نے جہاد کی پکار سنی تو اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ارضِ فلپائن کی جانب 2006 میں ہجرت کر گئے اور الحرکۃ الاسلامیہ "ابوسیاف" میں مجاہدین کی صفوں میں جا ملے۔انڈونیشی اور ملیشیائی مجاہدین کی اِس جماعت کی قیادت اُس وقت شیخ قذافی جنجلانی تقبلہ اللہ کر رہے تھے۔آپ نے کچھ مدت اُن کے ساتھ جہاد کیا اور پھر اپنے آبائی وطن "سباح" جہادی عقیدہ وفکر لے کر لوٹ گئے تاکہ وہاں جہادی کاروائیوں کا آغاز کر سکیں، لیکن اللہ کی تقدیر میں یہ مکتوب تھا کہ ملیشیائی طاغوت اُنہیں گرفتار کر لے، پس یہ شیر جیل میں دو سال ثابت قدمی اور صبر کا مظاہرہ کرتا رہا۔دین دشمنوں، جہنّم کے دروازوں پر کھڑے علماءِ سوء اور جہاد کے راستے کو ترک کر دینے والوں کی تمام چالوں کے باوجود یہ شہسوار ڈٹا رہا اور ثابت قدم رہا بلکہ اِس کے برعکس اُنکے تمام مکر وفریب اور تشدد و تعذیب نے آپکے ایمان اور یقین میں مزید اضافہ فرما دیا۔جیل میں آپ اپنا زیادہ تر وقت عبادت، جیل میں موجود دیگر مجاہدین سے علم حاصل کرنے، ایک دوسرے کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے کی نصیحت کرنے میں گزارتے تھے۔آپ ہمیشہ دعا گو رہتے کہ اللہ اُنہیں دوبارہ جہادی صفوں میں شمولیت کا موقع دے۔



ابو صباح تقبلہ اللہ نے مشرقی ایشیا میں مجاہدین میں شمولیت اختیار کر لی جنہوں نے بعد میں خلافت کی بیعت کر لی

2008 میں ابوصباح جیل سے رہا ہو گئے۔اِسکے باوجود کہ ملیشیائی حکومت نے اُن پر مسلسل نظر رکھی ہوئی تھی لیکن مجاہدین سے دوبارہ جا ملنے کے معاملے میں بھائی ابوصباح نہ کسی کمزوری کا شکار ہوئے نہ ہی وہ مایوس ہوئے، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن پر اپنا انعام فرمایا اور آپ دوسری مرتبہ فلپائن کی سرزمین کی طرف ہجرت کر گئے۔جب ملیشیا کی طاغوتی حکومت کو معلوم ہوا کہ وہ فلپائن میں ارضِ جہاد پہنچ گئے ہیں تو وہ مہاجرین اور مجاہدین کے خلاف جنگ برپا کرنے کے لیے صلیبی فلپائنی حکومت کے ساتھ شریک ہو گئی۔لیکن کفار کی سختیوں کی وجہ سے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہو جائیں، تو مجاہدین اِن تمام شدائد پر صبر ہی کرتے ہیں اور اُنہیں اللہ کے وعدوں پر مکمل یقین ہے بلکہ اِن سب مشکلات کے نتیجے میں مجاہدین کی باہمی محبت اور کافروں سے عداوت و دشمنی مزید بڑھ جاتی ہے۔

جہاد اور آزمائش و ابتلاء کے راستے پر ایک لمبا عرصہ چلنے کے بعد



مشرقی ایشیا میں جنود خلافت تربیت کر رہے ہیں تاکہ کفر کی فوجوں سے قتال کر سکیں

اُنکو دولت اسلامیہ کے قیام کی خوشخبری ملی۔ خلافت اسلامیہ جو ایک طویل عرصے سے روئے زمین سے غائب ہو چکی تھی اُسکے خواب اور اُسکے قیام کی امیدوں کو اللہ نے مسلمانوں کے لیے سچ کر دکھایا۔ اِسی کا انتظار بھائی ابو صباح المہاجر اور فلپائن اور دیگر علاقوں میں مجاہدین کر رہے تھے۔ پس آپ نے اِس مبارک قافلے سے جاملنے میں جلدی کی اور 2014 میں آپ نے اور دیگر انصار و مہاجرین نے خلیفۃ المسلمین کی بیعت کر لی۔ جب فلپائن کی صلیبی حکومت کو دولت اسلامیہ سے بیعت اور فلپائن میں خلافت کی فوج کی موجودگی کا معلوم ہوا تو فلپائنی حکومت نے جنود خلافت کے خلاف کھلی جنگ برپا کر دی تاکہ اپنے تئیں اُنکا نام و نشان مٹا دیں اور اِس نور کو بجھا دیں لیکن بھائی ابو صباح المہاجر اور دیگر مجاہدین صابر اور ثابت قدم رہے اور خلیفۃ المسلمین سے اپنی بیعت سے وفادار رہے، نہ ہی پیچھے ہٹے اور نہ ہی متزلزل ہوئے۔ ابو صباح ہمیشہ مجاہد بھائیوں کو صبر، امتحان و آزمائش میں ثابت قدمی، دنیا کو ترک کرنے اور آخرت سے رغبت رکھنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ مجاہدین کو اللہ علیم و حکیم، آزمائش و امتحان کے راستے سے گزارتے رہے یہاں تک کہ بعض بھائی اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے اور اپنی نذر پوری کر دی اور کچھ کافروں، صلیبیوں اور منافقین کی چالوں اور مکر کے باوجود اپنی نذر پوری کرنے کے انتظار میں ہیں اور اُنہوں نے اپنے ارادوں میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔

ابو صباح نے فلپائن میں کئی معرکوں میں شرکت کی جیسے جولو سولو کا معرکہ، ماغویندانو کا معرکہ اور جزیرہ باسیلان کا معرکہ۔ بھائی ابو صباح مجاہدین کو خلافت کے جھنڈے تلے متحد ہونے کی ہمیشہ دعوت دیتے رہتے تھے۔ اِس مقصد کے لیے اُنہوں نے 2016 میں انڈونیشی اور ملیشیائی مہاجرین پر مشتمل ایک دستے کی بنیاد ڈالی جس کا نام اُنہوں نے کتیبۃ المہاجرین رکھا، پھر خلیفۃ المسلمین کی دوسری مرتبہ بیعت کی اور دولتِ اسلامیہ کی طرف سے مقرر کردہ امیر شیخ ابو عبد اللہ الباسلانی حفظہ اللہ کے تحت مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

شوال 1437 ہجری میں جزیرہ باسلان میں جنود الرحمن اور جنود شیطان کے مابین شدید جھڑپیں شروع ہو گئیں جو شیخ ابو عبد اللہ کی قیادت میں ایک مہینہ جاری رہیں۔ اِسی دوران ایک دن بھائی ابو صباح صبح اٹھ کر بھائیوں کی کھانا پکانے میں مدد کر رہے تھے۔ کھانے کی تیاری کے بعد بھائی ابو صباح کو ایک کشتی کی آواز آئی تو آپ نے دیکھا کہ دو (OVI-10) جنگی کشتیاں اُنکے معسکر پر حملہ کرنے کے لیے قریب آ چکی ہیں۔ پس آپ نے اُنکا مقابلہ کرنے کے لیے تیزی سے اپنا اسلحہ تیار کر لیا اور اُن کی جانب ایسے بڑھے جیسے شیر اپنے شکار کی جانب بڑھتا ہے۔ پھر آپ نے تکبیر بلند کرتے ہوئے ایک کشتی پر حملہ کر دیا اور اُن دونوں کے مابین مقابلہ شروع ہو گیا اور جیسا کہ اللہ نے چاہا، تو جنگی کشتی نے ایک گولا فائر کیا جو اُنکے قریب آ کر گرا جس کی وجہ سے آپ زخمی ہو کر گر گئے۔ جب دوسرے مجاہدین نے یہ دیکھا تو وہ تیزی سے اُنکی طرف بڑھے کہ انکو ابتدائی طبی امداد دی جا سکے لیکن بھائی ابو صباح رفیق اعلیٰ کی طرف مراجعت کر چکے تھے اور اِس فانی دنیا کو چھوڑ کر دار البقاء کی طرف جا چکے تھے۔ آپ اپنی شادی کے ایک مہینے بعد شہید ہوئے اور اللہ نے اُنکی شہادت کو مجاہدین کے لیے نور اور مشرکین کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ بنا دیا۔

(بیشک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں، تا کہ اللہ کے راستے سے روکیں۔پس عنقریب وہ انھیں خرچ کریں گے، پھر وہ ان پر افسوس کا باعث ہوں گے، پھر وہ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے)(الانفال:36)

دولتِ اسلامیہ پر صلیبی بمباری کے 1000 دن

15,6
بلین ڈالر
1000 دنوں میں
فضائی بمباری کا خرچہ

15,6
ملین ڈالر
دولتِ اسلامیہ کے خلاف جنگ میں
صلیبی اتحاد کا روزانہ کا خرچہ

21,767
فضائی حملے
جوارضِ خلافت میں مسلمانوں پر صلیبی
اتحاد کے طیاروں نے کیے

80 فیصد فضائی حملے امریکی طیاروں نے کیے

2898 حلب
686 الرقة
1117 البركة
1580 الجزيرة
2597 نينوى
959 الفرات
722 صلاح الدين
500 طرابلس
1830 الأنبار

النبأ

خفیہ اور فوجی

عملیات

کفر کی فوجوں کے خلاف جنودِ خلافت کی مسلسل جنگ میں ہم بعض کاروائیوں کا تذکرہ کریں گے جو خلافت کی سلطنت میں وسعت کا سبب بنیں یا اللہ کے دشمنوں کو دہشت زدہ کرنے یا ہلاک کرنے یا ذلیل کرنے کا باعث بنیں۔ گزرے چند ہفتوں میں مشرق و مغرب کے محاذوں پر دولتِ اسلامیہ کی جانب سے کی گئی کاروائیوں میں سے یہ ایک مختصر جائزہ ہے۔

ولایہ خراسان:

شعبان کی پہلی تاریخ کو ننگرہار کے علاقے مامند آچین میں جنودِ خلافت نے صلیبی امریکی فوج اور مرتد افغانی فوج کی فضاء سے زمین پر اترنے کی کوشش ناکام بنادی، جس کے دوران صلیبی فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں جنہیں امریکی جنگی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کی مدد حاصل تھی۔ ان جھڑپوں کے نتیجے میں کئی صلیبی ہلاک اور کئی دیگر زخمی ہو گئے اور کئی مرتدین بھی ہلاک اور زخمی ہو گئے جبکہ باقی بچ رہنے والے فرار ہو گئے۔

شعبان کی سات تاریخ کو، استشہادی بھائی نصرت اللہ کابلی تقبلہ اللہ نے اپنی بارودی گاڑی، کابل شہر میں امریکی سفارت خانے کے قریب صلیبی امریکی فوج کے قافلے کے وسط میں پھاڑ دی جس کے نتیجے میں امریکی فوج کے 8 عناصر ہلاک ہو گئے جبکہ مرتد افغانی فوج کے بھی کئی عناصر ہلاک ہو گئے اور دو امریکی بکتر بند گاڑیاں اور افغانی فوج کی کئی گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

شعبان کی 16 تاریخ کو، استشہادی بھائی ابوحنظلہ الخراسانی تقبلہ اللہ نے اپنی بارودی جیکٹ، پاکستان کے شہر کوئٹہ کے قریب نائب چیئرمین سینٹ مرتد عبدالغفور حیدری کے قافلے پر پھاڑ دی، جس کے نتیجے میں پولیس، انٹیلی جنس اور اُسکے باڈی گارڈز میں سے 30 سے زیادہ مرتدین ہلاک ہو گئے جبکہ 40 دیگر زخمی ہو گئے۔

شعبان کی 21 تاریخ کو جنودِ خلافت میں سے دو انغماسی بھائیوں، ابو ابراہیم الخراسانی اور ابو عائشہ الخراسانی تقبلہ اللہ نے جلال آباد شہر میں مرتد حکومت کے تابع ریڈیو سٹیشن کی عمارت پر حملہ کیا۔ پہلے انہوں نے دو بارودی موٹر سائیکلیں، عمارت کے پاس کھڑی کیں اور پھر اُنہیں افغانی انٹیلی جنس اور پولیس کے اکٹھ پر پھاڑ دیا اور پھر عمارت میں داخل ہو کر مسلسل تین گھنٹے تک مرتدین کو خوب قتل اور خونریزی کو مزہ چکھایا، جس کے نتیجے میں افغانی انٹیلی جنس، پولیس اور میڈیا کے 30 عناصر ہلاک ہو گئے جبکہ

کئی دیگر زخمی ہو گئے۔

مشرقی ایشیا:

شعبان کی 3 تاریخ کو خلافت کے مجاہدین نے فلپائن کے شہر منیلا میں مائن بم پھاڑ کر فلپائنی فوج کے 5 عناصر کو ہلاک اور 6 دیگر کو زخمی کر دیا۔
شعبان کی 10 تاریخ کو جنودِ خلافت نے منیلا شہر کے وسط میں مائن بم پھاڑ کر 5 شیعہ کو ہلاک اور 6 دیگر کو زخمی کر دیا۔
شعبان کی 14 تاریخ کو کوتاباتو شہر کے جنوب میں صلیبی فلپائنی فوج پر مجاہدین نے مائن بم پھاڑا جس کے نتیجے میں انکا ایک عنصر ہلاک اور تین دیگر زخمی ہو گئے۔
شعبان کی 27 تاریخ کو منڈاناؤ جزیرے کے شہر ماراوی میں خلافت کے مجاہدین نے صلیبی فلپائنی فوج کے ٹھکانوں پر ایک بڑا حملہ کیا، جب مجاہدین کی ایک معتدبہ تعداد نے ماراوی شہر میں صلیبی فوج کے ٹھکانوں پر اچانک حملہ کیا اور 75 سے زائد صلیبی فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ نیز مجاہدین نے شہر کی جیل پر حملہ کر کے 100 سے زیادہ قیدیوں کو آزاد کر الیا جن میں مجاہدین بھی شامل ہیں۔ پھر عیسائیوں کے چرچوں کو جلا دیا گیا اور مجاہدین کو کئی فوجی گاڑیاں، اسلحہ اور ایمونیشن غنیمت حاصل ہوا، جبکہ اِس دوران دس صلیبی فوجی ہلاک ہو گئے جن میں 4 افسر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دو فوجی ٹرک بھی جولو سولو جزیرے میں جنودِ خلافت کے حملے میں تباہ ہو گئے۔
شعبان کی 29 تاریخ کو خلافت کے دو مجاہدین نے جکارتا شہر میں مرتد انڈونیشی پولیس کے ایک اکٹھ پر حملہ اور اُن میں سے کئی مرتدین کو ہلاک کر دیا۔
شعبان کی تیس تاریخ کو جنودِ خلافت نے ماراوی شہر میں ہونے والی جھڑپوں کے دوران فلپائنی فوج کی ایک بکتر بند گاڑی کو جلا دیا۔
رمضان کی 6 تاریخ کو ماراوی شہر میں صلیبی فلپائنی فوج کے ٹھکانے پر حملے میں مائن ڈھونڈنے والی دو گاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔
اسی طرح شہر کے اندر ہونے والی جھڑپوں میں مجاہدین نے انکے 4 فوجیوں کو ہلاک کر دیا، جبکہ ماراوی شہر میں فلپائنی فوج پر غلطی سے فضائی بمباری ہونے کے نتیجے میں انکے 14 عناصر ہلاک ہو گئے۔

ولایہ القوقاز:

شعبان کی 16 تاریخ کو جنودِ خلافت نے جنوبی روس میں انگوشیا کے شہر مالگوبیک میں مرتد پولیس کی ایک چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔

ولایہ بغداد:

شعبان کی 23 تاریخ کو بغداد میں الدورہ کے علاقے میں ابو دشیر چیک پوسٹ پر ابو الصحابہ الفلوجی تقبلہ اللہ نے مرتد رافضی پولیس کے درمیان گھس کر اُن سے جھڑپیں کیں اور پھر اُن کے درمیان اپنی بارودی بیلٹ پھاڑ دی جس کے بعد ابو جلادا الجمیلی تقبلہ اللہ نے حملے کی جگہ پر اکٹھے ہونے والے رافضیوں پر حملہ کرتے ہوئے اپنی بارودی گاڑی اُن کے اوپر پھاڑ دی۔ ان دو کاروائیوں کے نتیجے میں مرتد پولیس اور رافضی مشرکین کے تقریبا 80 افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے۔
رمضان کی 3 تاریخ کو استشہادی بھائی ایاد العراقی تقبلہ اللہ نے بغداد کے وسط میں الکرادہ کے علاقے میں رافضی مشرکین کے ایک اکٹھ کو اپنی بارودی گاڑی سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں تقریبا 70 مرتدین ہلاک اور زخمی ہو گئے۔
رمضان کی چار تاریخ کو استشہادی بھائی ابوحسن العراقی تقبلہ اللہ نے

کافروں کے قافلے پر کابل میں حملہ



بغداد کے وسط میں الشواکہ کے علاقے میں رافضی مشرکین کے اکٹھ کے درمیان اپنی بارودی گاڑی پھاڑ دی جس کے نتیجے میں کم از کم 53 مرتد رافضی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

ولایہ حماۃ:

شعبان کی 22 تاریخ کو مشرقی حماۃ کے مضافات میں عقارب الصافی کے نصیری گاؤں میں نصیری فوج کے ٹھکانوں پر جنودِ خلافت نے حملہ کیا ۔حملہ کے شروع میں مجاہدین نے گاؤں میں خفیہ طور پر داخل ہو کر گاؤں میں خوب قتل اور خوں ریزی کی اور پھر اِس پر قبضہ کر لیا،جس کے بعد امدادی دستوں نے مرتدین کو مصروف کیے رکھا اور المبعوجہ اور الصبورۃ گاؤں میں انکے ٹھکانوں کو بھاری مشین گنوں اور مارٹر کے گولوں سے نشانہ بنایا۔ نیز السلمیہ شہر کو کئی گراڈ راکٹوں سے نشانہ بنایا گیا اور اِس کے بعد مجاہدین اپنے ٹھکانوں پر صحیح سلامت،اللہ کے احسان سے غنیمت لے کر واپس آ گئے۔اِس کے بعد کہ انہوں نے دین دشمنوں کو اچھی طرح سبق سکھایا اور انکے 170 عناصر کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔

ولایہ ادلب:

شعبان کی 25 تاریخ کو جنود خلافت میں سے ایک بھائی،اللہ اُسے قبول کرے، نے تل طوقان گاؤں میں مرتد صحوات کے ٹھکانے کے سامنے بارودی موٹر سائیکل کھڑی کی اور پھر اُس ٹھکانے میں مرتدین کے سرغنوں پر حملہ کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ اُن پر بارودی موٹر سائیکل اور اپنی بارودی جیکٹ پھاڑ دی جس کے نتیجے میں 50 سے زیادہ مرتدین ہلاک اور زخمی ہو گئے، جبکہ ان 50 میں انکے تین قائدین بھی شامل ہیں۔

برطانیہ:

شعبان کی 27 تاریخ کو برطانیہ کے شہر مانچسٹر میں خلافت کا ایک مجاہد ،صلیبیوں کے اکٹھ کے مابین کئی بم رکھنے میں کامیاب رہا جنہیں مانچسٹر ایرینا میں تماشائیوں پر پھاڑ دیا گیا جس کے نتیجے میں تقریباً 30 صلیبی ہلاک اور 70 دیگر زخمی ہو گئے۔

رمضان کی 8 تاریخ کو دولتِ اسلامیہ کے سپاہیوں میں سے ایک دستے جو ابو صادق البریطانی، ابو مجاہد البریطانی اور ابو یوسف البریطانی تقبلہم اللہ پر مشتمل تھا، نے لندن میں دو جگہوں پر حملہ کیا۔ پہلے حملے میں لندن کے پل پر کئی صلیبیوں کو گاڑی کے نیچے کچل دیا گیا اور دوسرے حملے میں شہید ہونے سے پہلے ان بھائیوں نے ایک ہوٹل میں کئی صلیبیوں کو خنجروں سے زخمی کر دیا۔

صومالیہ:

شعبان کی 27 تاریخ کو استشہادی بھائی ابو قدامہ المریحانی تقبلہ اللہ ،مشرقی صومالیہ کے شہر بوصاصو میں مرتد صومالی فوج کی ایک چیک پوسٹ میں گھس گیا اور اُن پر اپنی بارودی جیکٹ پھاڑ دی، جس کے نتیجے میں 7 مرتدین ہلاک اور 10 دیگر زخمی ہو گئے۔

مصر:

رمضان کی پہلی تاریخ کو جنود خلافت کے ایک خفیہ دستے نے حربی عیسائیوں کے لیے ایک مضبوط گھات لگائی جو المنیا شہر کے مغرب میں صموئیل چرچ کی جانب جا رہے تھے جس کے دوران 31 سے زیادہ صلیبی ہلاک اور 24 دیگر زخمی ہو گئے اور اُنکی ایک گاڑی جل گئی۔

مانچسٹر کا مبارک حملہ



رمضان کے مہینے کے فضائل

اس مہینے میں قرآن نازل ہوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل موجود ہیں (البقرة:185)

اِس مہینے میں جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین بیڑیوں میں جکڑ دیے جاتے ہیں (متفق علیہ)

اِس مہینے میں شبِ قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص شبِ قدر، ایمان کے ساتھ محض ثواب آخرت کے لیے ذکر و عبادت میں گزارے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (متفق علیہ)

رمضان کو راتوں کو قیام کے فضائل

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان کے ساتھ اور ثواب کے لیے عبادت کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (متفق علیہ)

روزے کے فضائل

روزہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور وہی اِسکا بدلہ دے گا

ابو صالح الزیات سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (متفق علیہ)

جنت میں ایک دروازہ روزے داروں کے لیے مخصوص ہے جسکا نام ریان ہے

سھل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اِس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، اُن کے سوا اور کوئی اِس میں سے نہیں داخل ہو گا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہے؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے اُن کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اِس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا (متفق علیہ)

النبأ

مشرقی ایشیا میں

جنودِ خلافت کے امیر سے

انٹرویو

مشرقی ایشیا میں جنودِ خلافت کے امیر نے فلپائنی طاغوت کے اِن دعووں کی مکمل تردید کی کہ فلپائنی فوج، مجاہدین کے خاتمے کی طاقت رکھتی ہے، نیز اُنہوں نے صلیبی فلپائنی فوج کے خلاف دولتِ اسلامیہ کے جنود کے برپا کیے ہوئے کثیر معرکوں کا ذکر کیا، جن میں مشرکین کی کثیر تعداد اور ساز و سامان کی کثرت کے باوجود اہلِ توحید نے اُن کا پورا پورا مقابلہ کیا۔

مجلّہ رومیہ سے انٹرویو میں شیخ ابو عبد اللہ المہاجر نے مشرقی ایشیا میں جہاد کی ابتداء سے لے کر مجاہدین کی امیر المومنین شیخ ابو بکر البغدادی حفظہ اللہ سے بیعت اور دولتِ اسلامیہ کی صفوں میں شمولیت کا قصّہ بیان کیا اور اِس کے بعد مجاہدین کو حاصل ہونے والی فتوحات سے بھی مجلّہ رومیہ کو آگاہ کیا۔

اسی طرح انہوں نے جبھۃ تحریر مورو (مورو لبریشن فرنٹ) کے حالات پر بھی روشنی ڈالی، جس نے اپنے مختلف گروہوں سمیت صلیبی حکومت کے جال میں پھنس کر اور اُنکے جھوٹے وعدوں پر یقین کر کے ہتھیار ڈال دیے، جس کے نتیجے میں اُن سے تعلق رکھنے والے بہت سے جنگجوؤں نے اپنی جماعت کے منہج کی خرابی اور قیادت کے جھوٹ کے واضح ہونے کے بعد دولتِ اسلامیہ میں شمولیت اختیار کرلی۔

اسی طرح اُنہوں نے مجلّہ رومیہ کے ذریعے پوری دنیا کے مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے اُنکو مشرقی ایشیا میں جنودِ خلافت سے جا ملنے اور اُنکی طرف ہجرت کی دعوت دی تاکہ وہاں مجاہدین کی نصرت کی جا سکے اور موحدین کی ریاست کو قائم کیا جا سکے۔ اسی طرح اُنہوں نے مہاجرین کی ایک بڑی تعداد کی مشرقی ایشیا میں مجاہدین سے آ ملنے کی خوشخبری بھی دی۔

مجلّہ رومیہ، اب آپ کے لیے مشرقی ایشیا میں جنودِ خلافت کے امیر شیخ ابو عبد اللہ المہاجر حفظہ اللہ سے اپنے انٹرویو کو پیش کرتا ہے۔

سوال: السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ، ہمیں مشرقی ایشیا میں مسلمانوں کے حالات کے بارے میں بتائیں؟

جواب: وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته، الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسول الله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

مشرقی ایشیا میں بھی مسلمانوں کا حال، دنیا کے باقی حصوں میں رہنے والے مسلمانوں ہی کی طرح تھا کہ نہ اُنکی کوئی متحد جماعت تھی کہ اُسکی چھتری تلے زندگی گزارتے، نہ اُنکا کوئی امام تھا۔ پس وہ گروہوں، جماعتوں، قبائل اور تنظیموں میں منتشر اور بٹے ہوئے تھے، اور اِسی بات کا مشرکین پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔

اِس علاقے میں صلیبی استعمار کے تحت، پوری قوت سے لوگوں کو نصرانی (عیسائی) بنانے کی کوشش کی گئی کیونکہ اِس علاقے میں مشرکین کا اہم ترین ہدف اسلام کا خاتمہ تھا، پس اُنہوں نے ہر قسم کے دباؤ کا استعمال کر کے مسلمانوں کو اپنا دین بدلنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی اور اِس سرزمین سے مسلمانوں کے خاتمے کے لیے اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں، جس کے نتیجے میں لوگوں میں اُنکے خلاف شدید ردّ عمل پیدا ہوا، لوگ غفلت سے بیدار ہو گئے اور صلیبی حکومت اور اِسکی مجرم فوج کے خلاف ہتھیار اُٹھا لیے۔

اِس معاملے نے مشرکین کو حیرت میں مبتلا کر دیا، خاص طور پر جب وہ اِس علاقے میں اسلام سے انتساب رکھنے والوں پر غالب آنے سے عاجز ہو گئے اور اُنکو جھکانے میں ناکام ہو گئے، یہاں تک کہ اُنہوں نے اِس علاقے پر اپنے حملوں کو روک دیا اور وہ اہلِ علاقہ کا خون بہانے سے رکنے پر مجبور ہو گئے، اور اُنکی سب سے بڑی خواہش یہ بن گئی کہ اِس علاقے کے لوگ اُن سے جنگ کرنے سے رُک جائیں، لیکن وہ اپنے مقصد سے کتنے ہی دور ہیں۔ پس صلیبیوں کے جرائم، غداری کرنے والوں کی غداری اور خائنوں کی خیانت کے باوجود اِس علاقے کے لوگ ابھی بھی اسلحے سے لیس ہیں اور ہر دم نصاریٰ (عیسائیوں) سے قتال کے لیے تیار ہیں۔

اہلِ توحید اور اہلِ شرک کے مابین دشمنی اور عداوت کے اِس ماحول میں نوجوانوں کی ایک نئی نسل پروان چڑھی، جس نے توحید کا علم حاصل کیا، دوستی اور دشمنی کے عقیدے کی معرفت حاصل کی اور زمین کے اِس حصے پر اللہ کی شریعت کے نفاذ کو اپنا نصب العین بنا لیا؛ وہ سرزمین جو حربی عیسائیوں، بدھ مت کے ماننے والوں، بت پرستوں اور تمام کفریہ ملّتوں کے گلے کا کانٹا بن چکی تھی لیکن جماعتوں، تنظیموں اور جھنڈوں کی کثرت اور لوگوں کو ایک گمراہی سے دوسری گمراہی کی طرف



بائیں سے دوسرے : شیخ ابو عبداللہ حفظہ اللہ (مشرقی ایشیا میں جنود خلافت کے امیر

ہانکنے والے امراء کی کثرت کی وجہ سے لوگ اِس بلند ہدف کو پانے سے دور ہوتے چلے گئے، بلکہ اخوان المرتدین کے راستے پر چلتے ہوئے جمہوریت میں داخل ہوکر اور مشرکین سے موالات ودوستی کر کے ایک کثیر تعداد شرک و ارتداد کے گڑھے میں جاگری۔

لیکن موحدین کی ایک قلیل تعداد پر مبنی گروہ ثابت قدم اور ڈٹا رہا کہ زمین پر اللہ کی نازل کردہ شریعت ہی حاکم بنے اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر امیر المومنین حفظہ اللہ کی بیعت کی اور دولتِ اسلامیہ میں ضم ہو گئے، اللہ ہمارے اِس عمل میں برکت ڈال دے۔

سوال: اعلانِ خلافت سے پہلے مشرقی ایشیا میں مجاہدین کے حالات کے بارے میں بتائیں؟ اور بھی بتائیں کہ دولتِ اسلامیہ کی صفوں میں شامل ہو کر آپ کے حالات میں کیا تبدیلی آئی ہے؟

جواب: جیسا کہ میں نے پہلا بتایا تھا کہ جزائرِ ارخبیل کے علاقے کے لوگوں کی جانب سے صلیبیوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کے اچھے اثرات کے باوجود، لوگ مختلف جماعتوں اور تنظیموں کے اثرات سے نہیں بچ سکے، جیسا کہ تمام جہادی محاذوں کا حال ہے۔ خاص طور پر خلافت کی واپسی اور ایک امام کے تحت مسلمانوں کی جماعت کے دوبارہ قیام سے پہلے گمراہوں نے واقعات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو صلیبیوں سے صلح اور اُنکے آگے جھکنے پر مجبور کر دیا تا کہ کفریہ حکومتوں میں مختلف مناصب حاصل کر سکیں جبکہ اہلِ توحید اِس بات کی مسلسل کوشش میں تھے کہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں اور اُنکو تحریض دلائیں کہ جہاد کو جاری رکھا جائے، یہاں تک کہ اِس سرزمین پر اللہ کا دین قائم ہو جائے، لیکن لوگوں نے دنیا سے چمٹنے کو ترجیح دی اور مشرکین سے حاصل کردہ متاعِ قلیل پر راضی ہو گئے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اعوان و انصار کی قلّت اور جنگی ساز و سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر نوجوانوں مایوس ہونے لگے۔ اُن میں سے بعض جہاد چھوڑ کر کمائی کرنے اور بچوں کی تربیت میں مصروف ہو گئے اور بعض دیگر جہادی میدانوں کی طرف ہجرت کر گئے جہاں اُنہیں محسوس ہوتا تھا کہ دین قائم ہونے کی امید ہے۔

پھر اللہ نے ہم پر اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر یہ انعام فرمایا کہ شیخ ابو بکر البغدادی حفظہ اللہ نے خلافت کے دوبارہ قیام کا اعلان کیا۔ پس ہم نے اعلانِ خلافت کے چند دن بعد ہی اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور مجاہدین کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کے لیے امیر المؤمنین سے بیعت کا اعلان کر دیا، لیکن اِس بیعت کے اعلان کو ہم نے کچھ عرصے کے لیے مؤخر کر دیا، یہاں تک کہ اللہ نے اِس امر کو آسان فرمادیا اور واقعتاً جزائرِ ارخبیل میں جہاد کے معاملے میں ہمیں اِس بیعت سے خیرِ کثیر حاصل ہوئی۔

خاص طور پر جو مجموعے یہاں دولتِ اسلامیہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے ہیں وہ بہترین منہج اور واضح ترین عقیدے کے حامل ہیں اور مشرکین سے قتال میں سب سے شدید ہیں۔ اِس بات پر بہترین دلیل پچھلے دو سالوں میں صلیبی فلپائنی فوج کے خلاف جنودِ خلافت کے برپا کیے ہوئے معرکے ہیں جن میں مجاہدین نے کئی سو فلپائنی فوجیوں کو ہلاک کیا اور کئی شہروں پر حملہ کیا، جبکہ صلیبیوں کے کئی بڑے حملوں کی روک تھام بھی کی اور باذن اللہ ماراوی وہ آخری شہر نہیں ہوگا جس پر مجاہدین قبضہ کریں گے۔

سوال: آپ کے ہاں جہادی محاذوں کے کیا حالات ہیں اور مشرقی ایشیا میں آپ کی موجودگی کن خطوں میں ہے ؟اور اعلانِ خلافت کے بعد مجاہدین نے صلیبی حکومت کے خلاف کون سے بڑے بڑے معرکے برپا کیے ہیں؟



ماراوی شہر میں خلافت کے مجاہدین

جواب:اللہ کے فضل سے مجاہدین کا معاملہ بہتر سے بہتر کی جانب جارہا ہے ،اُنکی تعداد اور اسلحہ دن بدن بڑھ رہا ہے؛مشرقی ایشیا میں جنوبی فلپائن کے علاقے مینڈاناؤ میں اُنہوں نے بڑے پیمانے پر جنگی تیاری کرلی ہے جبکہ مشرقی ایشیا کے مختلف علاقوں ،بلکہ دور پار کے ممالک سے بھی مہاجرین کی ایک بڑی تعداد ،دولتِ اسلامیہ سے آملی ہے ،اور تمام تعریفیں اکیلے اللہ ہی کے لیے ہیں۔

اعلانِ خلافت کے بعد اللہ کے فضل سے ہم نے کئی مناطق میں معرکے برپا کیے صرف باسیلان کے علاقے میں پانچ معرکے ہوئے جن میں سب سے بڑا معرکہ 46 دن جاری رہا جس کے دوران دشمن نے ہیلی کاپٹر ،جنگی طیارے اور توپخانے کا کھلا استعمال کیا اور دن رات موحدین کو نشانہ بنایا۔ اس معرکے میں دشمن کے تقریبا 100 عناصر ہلاک ہوئے جبکہ زخمی ہونے والے اِس کے علاوہ ہیں۔

اسی طرح راناؤ علاقے کا معرکہ بھی اہم ہے۔ اعلانِ خلافت کے بعد راناؤ شہر کے لیے پانچ معرکے ہوئے جن میں سب سے اہم 1437 ہجری میں بوتیج میں ہونے والا تیسرا معرکہ ہے جس کے آغاز سے بھی پہلے صلیبیوں نے مجاہدین کے علاقوں پر رات کو ہیلی کاپٹر سے اور دن میں جنگی طیاروں سے بمباری شروع کردی تھی جبکہ مسلسل چھے مہینے توپخانے سے بھی دن رات مسلسل بمباری کرتے رہے۔ دشمن کے پاس بہترین جنگی سازوسامان تھا جیسے جنگی طیارے ،ٹینک ،ہیلی کاپٹر اور توپیں جبکہ مجاہدین کا جنگی سازوسامان انتہائی قلیل تھا۔ اُنکا بھروسہ اور توکل اللہ پر تھا اور وہ اُسی سے استعانت والتجاء کرتے تھے ،سو اللہ نے مجاہدین پر کئی سو دشمنوں کے قتل کا انعام کیا اور اُن کے خلاف مجاہدین کی نصرت کی۔

اِس کے علاوہ ماجیندناؤ میں بھی اللہ کے فضل اور اُسکی نعمت سے مجاہدین ،مغرور صلیبیوں پر بھاری رہے۔

اِس کے علاوہ عمومی طور پر صلیبیوں کو ہم سے کئی جگہ پر بربادی اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا اور اُن سے ہونے والے معرکوں میں ہم نے اُنہیں انکی تعداد اور اسلحے کی کثرت کے باوجود بزدل پایا ،پس اللہ نے اُنکے خلاف ہماری نصرت کی اور ہم نے اُنہیں تکلیف اور مصیبت کا مزہ چکھایا۔

سوال: مورو لبریشن فرنٹ کے بارے میں بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ صلیبی حکومت کے ساتھ اسکا معاہدہ کیسے ہوا؟

جواب: مورو لبریشن فرنٹ پر اگرچہ مجموعی طور پر اخوان المرتدین کا رنگ چڑھا ہوا ہے لیکن یہ مختلف نظریات و مذاہب ،متنازعہ شخصیات اور متضاد اہداف کا مرکّب ہے ،،اِسی لیے پچھلی چار دہائیوں میں اِسے کئی مرتبہ ٹوٹ پھوٹ اور تقسیم کا شکار ہونا پڑا ،نیز صلیبی حکومت سے برتاؤ کے معاملے پر بھی اُن میں آپس میں شدید اختلافات ہوئے۔ اُن میں سے ایک گروہ عرصے سے مسلّح جنگ کو ردّ کرتا تھا اور ناپسند کرتا تھا اور صلیبی حکومت سے مذاکرات پر زور دیتا تھا ،اور صلیبیوں سے ادنیٰ ترین مفادات کے حصول کے بعد اُن سے راضی ہونے کے لیے تیار تھا جبکہ دوسرا گروہ مسلّح جدوجہد کو ہی مسلمانوں کے علاقوں سے نکالنے کا واحد راستہ مانتا تھا۔ صلیبیوں نے اُنکے درمیان اِس اختلاف کو استعمال کرتے ہوئے امن پسند گروہ کو انتہائی قلیل متاعِ دنیا دے اپنے ساتھ ملالیا اور پھر اِس کے بعد جنگجو گروہ کو بھی اِس پر مجبور کیا کہ وہ بھی

اِنہی تھوڑی سی مراعات پر راضی ہو جائیں، پھر صلیبیوں نے اُن سے جو وعدے کیے تھے اُن سے بھی پھرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ مورو لبریشن فرنٹ کی قیادت پر یہ واضح ہو گیا کہ صلیبی سالہا سال اُن سے کھیل کھیلتے رہے ہیں، لیکن یہ جان لینے کے باوجود صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کیونکہ یہ لوگ گھٹیا مناصب حاصل کر کے بیٹھ رہنے پر قناعت کر چکے تھے بلکہ آخرِ کار یہ شرکیہ جمہوریت کے کھیل میں جا پھنسے۔
اِن تمام امور نے اِن پرلے درجے کے گمراہوں کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے واضح کرنے میں ۔الحمد للہ۔
مدد کی جس کے نتیجے میں نوجوان اُن سے دور ہو کر توحید پر قائم جہادی جماعتوں میں شامل ہو گئے۔ یہ جماعتیں کسی بھی صورت میں اسلحہ پھینک کر تسلیم ہونے پر راضی نہیں تھیں اور وہ واضح طور پر یہ اعلان کرتی تھیں کہ اُنکا ہدف زمین پر اللہ کی شریعت کو قائم کرنا ہے۔ اِنہی جماعتوں اور گروہوں نے بعد میں دولتِ اسلامیہ میں شمولیت اختیار کی۔
آج مورو لبریشن فرنٹ کی قیادت اپنے تمام گروہوں سمیت صلیبی فلپائنی حکومت کے آگے عاجز ہو چکی ہے، اور اُنکے پاس صرف یہی رہ گیا ہے کہ صلیبیوں سے وعدے توڑنے کی شکایت کرتے رہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اُنکو یہ بھی زعم ہے کہ ہزاروں جنگجو اُن کے پیروکار ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دہشت گرد قرار دیے جانے کے خوف سے یہ صلیبیوں کے خلاف اِن جنگجوؤں کو حرکت بھی نہیں دے سکتے۔



ماراوی شہر پر حملے کے بعد مجاہدین نے کئی عیسائیوں کو قتل کیا

سوال: صلیبی میڈیا کئی دفعہ فلپائنی طاغوت کے اِس بیان کا تذکرہ کر چکا ہے کہ وہ مجاہدین کے خاتمے کے قریب پہنچ چکے ہیں، اِس بات میں کتنی حقیقت ہے؟

جواب: بلاشبہ فلپائن کے طاغوت "دوتیرتی" نے یہ جھوٹ خود سے گھڑ لیا ہے، اور اُس نے گمان کیا کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے وہ اللہ کے نور کو بجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے، جبکہ اللہ نے سچ فرمایا کہ: {يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ} [التوبة: 32] (وہ چاہتے یہ ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ کو یہ بات منظور نہیں وہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا، خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی بری لگے)۔ جب سے اِس علاقے کے لوگوں نے اِسلام قبول کیا ہے تو کافر مسلسل اُن سے جنگ کے لیے تیاریوں میں مصروف ہیں، اور یہ کیسے نہ ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے والوں پر غالب رہیں گے حتیٰ کہ اُن کا آخری گروہ مسیح دجال سے لڑائی کرے گا (ابو داؤد، احمد)، تو کیا یہ طواغیت مجاہدین کو فنا کر دینے اور نقشے سے مٹا دینے میں کامیاب ہوئے یا مجاہدین ربّ تعالیٰ کے اذن سے دن بدن تعداد میں زیادہ ہو رہے ہیں اور قوت پکڑ رہے ہیں؟ اللہ کی قسم یہ ہرگز اللہ کے نور کو بجھا نہ پائیں گے اور اللہ نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے نور کی تکمیل کرے گا اور اپنے دین کو غلب کرے گا جیسے کہ اُس نے فرمایا: {هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ} [التوبة: 33] (وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو سب ادیان پر غالب کر دے۔ خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار ہو)۔

سوال: کیا مشرقی ایشیا میں جنودِ خلافت کے خلاف جنگ میں طواغیت کے ساتھ کوئی اور بھی شرکت کر رہا ہے اور کیا ہمسایہ علاقوں کے طواغیت کا بھی اِس میں کوئی ہاتھ ہے؟

جواب: ہاں، ہمارے خلاف جنگ میں اِن کا ساتھ دینے والے کئی ممالک ہیں اور وہ مجاہدین کے بارے میں سن گن لینے اور اُن کی جاسوسی کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، روس اور امریکا اُن میں سے دو



ماراوی شہر میں دولت اسلامیہ کی ایک چیک پوسٹ

ممالک ہیں، لیکن فی الحال یہ عراق اور شام میں اپنے پر پڑی آفتوں اور مصیبتوں کا سامنے کرنے میں مصروف ہیں۔

سوال: کیا آپ کے پاس اب بھی مہاجرین آرہے ہیں؟ اور کیا آپ سے آملنے کا راستہ اب بھی موجود ہے؟

جواب: الحمد للہ، ہاں۔ ہمارے پاس اب بھی مہاجرین آرہے ہیں اور ہم اُنکا اب بھی استقبال کررہے ہیں۔ یہاں ہجرت کرکے آنے کے لیے کئی محفوظ راستے موجود ہیں، لیکن جو بھی ہجرت کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ اِسکے لیے مناسب اسباب اختیار کرے۔ نیز اُسے چاہیے کہ اخلاص اور تضرّع کے ساتھ اللہ سے دعا کرے کہ اللہ اُسکے لیے ہجرت کو آسان کردے اور اُسے رباط اور قتال کی سرزمین تک پہنچادے، تا کہ وہ اللہ رحمٰن و رحیم کی رضا پاسکے۔

سوال: مشرقی ایشیا کے صلیبیوں کیلئے خاص طور پر اور عام طور پر تمام صلیبیوں کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: جہاں تک صلیبیوں کا تعلق ہے تو میں اُنہیں کہوں گا: اے صلیبیو، تمہیں مشرقی ایشیا میں جنودِ خلافت کے ہاتھوں پہنچنے والی بربادی اور تباہی کی بشارت ہو جو باذن اللہ اِس راستے پر چلتے رہیں گے یہاں تک کہ واشنگٹن اور ماسکو میں تمہارے پایہ تخت کو ہلا کر رکھ دیں، خواہ اِس امر کو عزّت سے قبول کرلیا جائے یا ردّ کرکے ذلّت قبول کرلی جائے، عزت والے کو اللہ اسلام سے عزت دے گا اور ذلّت والے کو اللہ اُسکے کفر کی وجہ سے ذلیل کرے گا، چاہے تم چاہو یا نہ چاہو اور باذن اللہ اِس امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں دن اور رات پہنچتے ہیں، پس یا تو اِسلام قبول کرلو یا چھوٹے ہو کر ہاتھ سے جزیہ دو یا تیاری کرلو، کیونکہ ہم تمہارے اِن حملوں کے بعد ان شاء اللہ تم پر حملہ آور ہوں گے اور باذن اللہ تم ہمیں صابر، غالب، فتح مند اور مظفر و منصور ہی پاؤ گے۔

سوال: مشرقی ایشیا کے موحدین کیلئے خاص طور پر اور عام طور پر پوری دنیا کے موحدین کو آپ کیا پیغام دیں گے؟

جواب: اے پوری دنیا کے موحّدو! جس ریاست کا تمہارے نبی ﷺ نے ذکر کیا تھا وہ بلاشبہہ قائم ہوچکی ہے اور وہ اُنہی صفات کی حامل ہے جنکا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور بالیقین، کسی شک و شبہہ کے بغیر یہ خلافت علی منہاج النبوۃ ہے، پس دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اِس پر اِس حالت میں چڑھ دوڑے کہ تم میں سانس باقی ہوں یا تمہاری نبض چلتی ہو۔ اللہ کے لیے اپنی جان سستی کرکے قربان کردو اور اپنے تمام اعمال کو اللہ کے لیے خالص کرلو، تا کہ ملائکہ تم پر فخر کریں اور شیاطینِ جن و اِنس غیض و غضب میں مبتلا ہوں اور جان لو کہ وقت آگیا ہے کہ صلیبیوں سے پوری دنیا میں کمزور مسلمانوں کے قتلِ عام اور اُنکی عزتیں اور مال لوٹنے کا بدلہ لیا جائے اور تمہیں چاہیے کہ اُنہیں خبردار کردو کہ ہمارا وعدہ واشنگٹن اور ماسکو میں معرکے کا ہے اور باذن اللہ تم خبر سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے۔

مرتد

طالبان

عراق اور شام کی صحوات کے نقشِ قدم پر

وطن پرست طالبان نے افغانستان کی سرحد سے منسلک ہمسایہ ممالک کے مشرکین کو بار بار یہ یقین دہانیاں کرائیں کہ وہ انکی کفریہ حکومتوں کا احترام کرتے ہیں اور اُن سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی خواہش و حرص رکھتے ہیں ۔لیکن جب طالبان نے شریعت کے بعض احکامات کو نافذ کیا، مہاجرین کو پناہ دی اور مہاجرین کو اجازت دی کہ وہ افغانستان کی سرزمین کو پناہ گاہ، عسکری تربیت گاہ اور تیاری کے لیے استعمال کریں تو مشرکین کو اطمینان دلانے کا یہ امر اُنکو کچھ فائدہ نہ دے سکا اور مندرجہ بالا امور کی وجہ سے طالبان کے دشمنوں نے اُن سے اپنی دشمنی میں مزید اضافہ کر دیا۔

صلیبی بمباری کی شروعات کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد طالبان زمین میں تمکین کھو کر ایک بڑے بحران کا شکار ہو گئے۔مشکل وقت میں اپنے امیر کا ساتھ چھوڑ دینے کے بعد وہ ایک طویل عرصہ تنہائی کا شکار رہے، یہاں تک کہ تحریک طالبان میں تمام معاملات سے اُنکے امیر (ملا عمر) کو اسکی موت سے قبل بے دخل کر دیا گیا اور اُنکے تمام امور کی باگ ڈور وطن پرست طالبان کے اندر قوت کے نئے مراکز کے ہاتھ میں چلی گئی جو اپنی حکمتِ عملی اور معاملات، پاکستانی انٹیلی جنس کی مدد اور اُسکی ہدایات کے مطابق چلانے لگے۔

کابل پر قبضے کے بعد سے آس پاس کی مرتد اور مشرک ریاستوں کو مداہنت اور خوشامد و چاپلوسی کے پیغامات بھیجوانے کا ذمہ دار یہ مرتد گروہ ،وطن پرست طالبان کے اندر بیرونی معاملات اور تعلقات کو چلانے کا مسئوول تھا۔ کافروں سے اِس گروہ کی دوستی اور ولایت اُس وقت مزید مضبوط ہوگئی جب طالبان کی باگ ڈور اِن کے ہاتھ میں آ گئی اور یہ تمام معاملات پر قابض ہو گئے۔اِس مرتد گروہ نے ہمسایہ ریاستوں کی چاکری شروع کر دی اور اُنکی سرحدوں اور اُنکے ملکوں کی حفاظت ، پہرا دینے والے کتے کی مانند کرنے لگے۔اِس کے بعد اُنہوں نے بار بار تاکید کے ساتھ اعلان کیا کہ وہ اپنے زیرِ قبضہ علاقوں سے مجاہدین کو اِن ملکوں پر نئے حملے کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔اِس اعلان کے بدلے میں مشرکین نے انہیں ایک فریق تسلیم کیا، اُن سے تعلقات قائم کرنے پر راضی ہوئے اور اُنہیں مختلف اقسام کی امداد دی۔

لیکن جب دولتِ اسلامیہ کے قیام کا اعلان ہوا، زمین میں خلافت اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی اور پوری دنیا میں اللہ کی شریعت کو قائم کرنے کیلئے کوشاں رہنے کا اعلان کیا گیا تو مرتد وطن پرست طالبان نے مکاری کرتے ہوئے صلیبی ممالک اور بلادُ المسلمین پر مسلّط طواغیت کو لوگوں کے درمیان توحید اور اُس کے مفاہیم پھیلنے سے ڈرانا شروع کر دیا، یعنی شرک اور اہلِ شرک سے براءت اور اُن سے دشمنی، دینِ اسلام کے مکمل غلبے تک قتال ، اہلِ اسلام سے موالات و دوستی، جماعت المسلمین کو مضبوطی سے پکڑنے، مسلمانوں کو مختلف ممالک میں تقسیم کرنے والی مصنوعی خود ساختہ سرحدوں کو توڑنے اور اہلِ اسلام کو فرقہ بندی اور گروہ بندی میں تقسیم کرنے والی جماعتوں اور تنظیموں کو ختم کرنے جیسے مفاہیم اور نتائج



افغانستان کے لیے روس کے نمائندے نے کہا کہ روس طالبان کے ساتھ رابطے میں ہے، اور دولتِ اسلامیہ ان دونوں کی مشترکہ دشمن ہے

سے ڈرانا شروع کر دیا۔

پس دولتِ اسلامیہ کے خلاف جنگ، طالبان اور کافر ممالک کا مشترکہ ایجنڈا بن گیا کیونکہ دولت اسلامیہ کی اپنی سرحدوں پر موجودگی سے طالبان مرعوب اور دہشت زدہ تھے، بالکل اُسی طرح جس طرح افغانستان پر حملہ آور امریکہ، دولت اسلامیہ کی افغانستان میں موجودگی سے خوفزدہ تھا۔

مرتد طالبان نے اِن تمام ممالک کے سامنے دولت اسلامیہ سے جنگ کو ایک سودے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا جس کی قیمت وہ اِن ممالک سے طالبان کے تعلقات کو مضبوط کرنے، سیاسی حمایت اور شاید مالی امداد اور اسلحے کی فراہمی کی صورت میں چاہتے تھے۔

اسی وجہ سے یہ بات حیران کن نہ تھی کہ صلیبی روس نے مرتد تحریک طالبان سے کھلے کھلے تعلقات کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ تعلقات دولتِ اسلامیہ سے جنگ کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ صلیبی روس کے اِس اعلان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وسطی ایشیا میں روسی اثر و رسوخ کے علاقوں میں وہ دولتِ اسلامیہ کے پھیلاؤ سے خوفزدہ ہے۔ اِس کے ساتھ ہی صلیبی روس نے یہ بھی بیان دیا کہ وہ ولایہ خراسان میں جنودِ خلافت سے جنگ لڑنے کے لیے براہِ راست فوجی مداخلت کے لیے تیار ہے۔

بلاشبہ روسی حکمتِ عملی میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ وسطی ایشیا میں روسی اثر و رسوخ کے علاقوں اور روسی سرحدوں سے امریکا کو دور رکھا جائے، لیکن اِس انداز میں، کہ اِس خطے سے امریکا کے انخلاء کی صورت میں اُسکی جگہ دولتِ اسلامیہ نہ لے سکے۔ اور یہی ہدف چین اور ایران کا بھی ہے۔ امریکی انخلاء کے بعد اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یا تو روس کو خراسان کے خطے میں براہِ راست مداخلت کرنی پڑے گی اور اِس صورت میں روس کو اِسکی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی یا دوسری صورت میں روس کی کوشش ہو گی کہ اِس خطے کو باقی دنیا کے اثر و رسوخ سے کاٹ کر روس کے حلیفوں کی نگرانی اور قبضے میں دے دیا جائے تا کہ وہ اِس خطے میں روس کے لیے خطرہ بننے والی کسی بھی جہت کا مقابلہ کر سکیں۔ وطن پرست طالبان، روسی مقاصد کے حصول کے لیے اُنکے بہترین حلیف ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ انکی تمام کوششیں افغانستان تک محدود ہیں، وہ قبائلی اور مذہبی تعصب کا شکار ہیں اور ایران کی رافضی حکومت سے طالبان کے مضبوط تعلقات ہیں جو اِس وقت روس کا قریبی حلیف ہے۔

دولتِ اسلامیہ سے صلیبی ممالک اور طاغوتی حکومتوں کی خاطر مرتد طالبان کا جنگ کرنا وہی فعل ہے جو اِن سے پہلے اسلام سے جھوٹی نسبت رکھنے والی کثیر تنظیمیں اور جماعتیں کر چکی ہیں جیسے عراق کی صحواتی جماعتیں اور موجودہ وقت میں شام اور لیبیا کی صحوات، جو طالبان کی بیعت میں داخل تنظیم القاعدہ کی اتحادی اور حلیف ہیں۔

بلاشبہ مرتد تحریک طالبان جس نے بہت سوں کو دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے، کا انجام باذن اللہ عراق اور شام کی صحوات سے بہتر نہیں ہو گا جب اِسکے حلیف عنقریب اُنکا متبادل تلاش کرتے نظر آئیں گے کیونکہ اُن پر یہ واضح ہو جائے گا کہ طالبان، جنود خلافت کو اُن تک پہنچنے سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ یہ طاقت رکھتے ہیں کہ دولت اسلامیہ کے مجاہدین کو اُنکے علاقوں میں ضرب لگانے سے روک سکیں، بلکہ عنقریب اُن پر یہ انکشاف ہو گا کہ طالبان تو اپنی حفاظت سے بھی عاجز آ چکے ہیں اور اُنکو اپنے تحفظ کے لیے اپنے حلیفوں سے مدد درکار ہے۔

پس خراسان میں جنودِ خلافت کو چاہیے کہ صلیبیوں اور مرتدین سے اُنہوں نے جس قتال کا آغاز کیا ہے اسکو پایہ تکمیل تک اور اِسکے انجام تک پہنچائیں، اللہ کے دشمنوں کو کاری ضربیں لگا کر زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچائیں جیسا کہ اُنکا معمول ہے اور اللہ کی مدد و نصرت اپنے اقوال اور افعال سے کرتے رہیں، پس تمام انسان اور جنات انکو مغلوب نہیں کر سکتے چاہے وہ اکٹھے ہو کر اُن پر حملہ آور ہو جائیں اور غلبہ و نصرت تو اللہ العزیز الحکیم کی جانب سے ہی عطا کیا جاتا ہے۔

ولایہ خراسان

میں مرتدین اور صلیبیوں کو جنودِ خلافت کے ہاتھوں پہنچنے والے نقصانات

سال 1438 ہجری میں محرم کے مہینے سے شعبان کے مہینے تک

2300
مشرکین اور مرتدین ہلاک، زخمی اور قیدی

1103
مرتد افغانی حکومت کے ہلاک شدگان، زخمی اور قیدی

382
مرتد پاکستانی حکومت کے ہلاک شدگان اور زخمی

26
صلیبی امریکی فوج کے ہلاک شدگان اور زخمی

115
مرتد تحریک طالبان کے ہلاک شدگان اور زخمی

680
رافضیوں، صوفیوں اور قادیانی مرتدین کے ہلاک اور زخمی

اہم ترین کاروائیاں:

جمعرات (19/ محرم)
مشرقی افغانستان کے شہر جلال آباد کے جنوب میں بر پیچیر کے علاقے پر دولت اسلامیہ کے مجاہدین کا قبضہ

اتوار (4/ شعبان)
مشرقی افغانستان میں ننگر ہار کے علاقے چپرھار کے پورے علاقے پر جنودِ خلافت کا قبضہ

پیر (21/ صفر)
کابل شہر میں رافضی مشرکین کے اکٹھ پر استشہادی حملے کے نتیجے میں تقریبا 200 ہلاک اور زخمی

بدھ (9/ جمادی الآخرة)
کابل شہر میں مرتد افغانی فوج کے تابع ملٹری ہاسپٹل پر انغماسی حملے میں تقریبا 400 فوجی ہلاک اور زخمی

النبأ

اسلامی کرنسی (سکّہ رائج الوقت)

سونے کے دینار



1 دینار=4.25 گرام
21 قیراط سونا

چاندی کے درہم



1 درہم=3 گرام
99.9 فیصد خالص چاندی

تانبے کے فلوس



5 فلس=3 گرام تانبا



1 دینار = 85 درہم





1 درہم = 100 فلس



[کرنسی کے متعلق بنائی گئی کمیٹی کی فیصلے کے مطابق
کرنسی کی قیمت طے کی جاتی ہے]

اسلامی کرنسی	کاغذی کرنسی
اِس کرنسی کی ملکیت اور اسکی لوگوں میں گردش مباح ہے جس پر کوئی شرعی شبہہ نہیں	یہ کرنسی بینکوں کے سودی کاروبار اور سرگرمیوں میں استعمال ہوتی ہے
اِس کرنسی کی دھات حقیقی قیمت کی حامل ہے	کاغذ کی بنی ہوئی کرنسی حقیقت میں بالکل بے قیمت ہے
یہ کرنسی جنگوں اور بحران کے حالات میں اپنی قدر و قیمت برقرار رکھتی ہے	جنگوں اور بحران کے وقت کاغذی کرنسی اپنی قدر و قیمت مکمل طور پر کھو دیتی ہے

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے والوں پر غالب رہیں گے حتیٰ کہ اُن کا آخری گروہ مسیح دجال سے لڑائی کرے گا

(سنن ابو داؤد, مسند احمد)

